دائرۃ المعارف

یعنی

معارف اعظم گڈہ،

کی

بائیسویں جلد

از

جولائی سنہ ۱۹۲۸ء تا دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

باہتمام مسعود علی ندوی

مطبع معارف دار المصنفین اعظم گڈہ

فہرست مضمون نگارانِ معارف،

جلد بست و دوم جولائی ۱۹۲۸ء تا دسمبر ۱۹۲۸ء

(بہ ترتیب حروف تہجی)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ	نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	جناب اسرائیل احمد صاحب	۳۵۰-۳۶۶، ۴۴۳-۴۵۷	۱۳	جناب مولانا عبد السلام صاحب ندوی	[illegible]
۲	جناب اعجاز حسن صاحب	۴۱۵-۴۱۹	۱۴	جناب مولوی عبد الماجد صاحب دریابادی	[illegible]
۳	جناب تمکین کاظمی صاحب	۳۹-۵۸، ۲۸۹-۲۹۴	۱۵	جناب (شاہ) معین الدین احمد صاحب ندوی	[illegible]
۴	جناب پروفیسر (محمد) تیمور صاحب	۳۰۶-۳۱۹	۱۶	جناب سید نجیب اشرف صاحب ندوی	[illegible]
۵	جناب (نواب صدر یار جنگ) مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شیروانی	۲۰۴-۲۴۴			
۶	جناب زبید احمد صاحب	۳۶۷-۳۷۵			
۷	جناب پروفیسر سید امیر علی صاحب	۳۵۰-۳۶۶، ۴۴۳-۴۵۷			
۸	جناب سید حسن صاحب برنی،	۱۷-۳۸			
۹	جناب مولوی سید ریاست علی صاحب ندوی	۶۱-۶۳، ۱۲۲-۱۲۷، ۱۳۸-۱۴۱، ۲۰۰-۲۰۱، ۳۹۸-۴۰۰		**شعراء**	
۱۰	جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	۲-۶، ۱۱-۶۵، ۷۷-۸۲، ۸۹-۱۲۲، ۱۶۷-۲۳۱، ۲۳۶-۲۴۲، ۲۴۹-۲۵۰، ۲۷۱-۳۲۲، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۴۹-۴۰۲، ۴۰۶-۴۰۷، ۴۱۳-۴۱۴	۱	اثر رامپوری صاحب	
۱۱	جناب مولوی سید عبد الرحمن صاحب ندوی،	۳۶۷-۳۷۹	۲	تپش۔ جناب شیخ عبد اللطیف صاحب	
۱۲	جناب (محمد) عبد الرحمن صاحب متعلم جامعہ عثمانیہ	۱۲۲-۱۳۲	۳	تسکین۔ جناب تسکین سورتی صاحب	

جلد بست و دوم | ماہ محرم ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۲۸ء | عدد اول

مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شذرات

معارف کا آغاز جولائی ۱۹۱۶ء سے ہوا، اور اب جولائی ۱۹۲۸ء ہے، اس نمبر سے اس کے سفر کی چودھوین منزل شروع ہوتی ہے، کہنے کو تو یہ ہلال اب بدر اور ماہ چہاردہم ہے، مگر ہمین اعتراف ہے کہ جس اوج فلک پر اس کو چمکنا تھا، ابھی یہ اس سے فروتر ہے، گذشتہ تیرہ برسون مین اردو ادب کے آسمان پر کتنے ستارے نکلے اور ڈوبے، ان مین ہر ایک کی نسبت، اوبی نیرنگ پسندون کا دعوی یہی تھا، کہ ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَا اَکْبَرُ مگر ان کو دیکھکر شریعت ادب کے اہل ایمان یہی کہتے رہے کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ،

———·———

معارف کے احباب محبت کی راہ سے کبھی کبھی اس کے مسلک پر نکتہ چینی بھی کرتے ہین، اور اس کی خشکی کے شاکی تو اکثر نکلین گے، لیکن ہر سال ہمین یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہنسنے ہنسانے والون کی تو کمی نہین، ان کی محفل مین بیٹھکر دل بہلا لیجئے، لیکن آخر کسی سوچنے سمجھانے والے مشیر کی بھی آپ کو حاجت ہے یا نہین؟

———·———

معارف کا مطمح نظر کیا ہے، یہ لفظی اور معنوی ہر حیثیت سے اعتدال، مضامین مین ادبیت بھی ہو اور منطقیت بھی، تحقیق وکاوش بھی ہو، اور حسن ولطافت بھی، مشرقیت بھی ہو اور مغربیت بھی، اجدت بھی ہو اور قدامت بھی، فلسفیت بھی ہو اور مذہبیت بھی، عقلیت بھی ہو اور نقلیت بھی،

یار ما این دارد و آن نیز ہم،

———·———

لوگ کہین گے کہ یہ جمع اضداد ہے، ہم جواب دین گے، کہ معارف کیا خود عالم مجموعۂ اضداد ہے، جب تک متضاد عناصر یکجا نہ ہون گے مزاج کیونکر بنے گا، اور اعتدال کیونکر آئیگا جب انھین متضاد عناصر مین اعتدال باقی نہین رہتا اور کوئی ایک چیز غالب آجاتی ہے، تو مزاج منحرف ہوجاتا ہے، اور ترکیب باطل ہوجاتی ہے، اور اس کی مثالین آپ کو گرد وپیش کی کاغذی دنیا مین ہر جگہ نظر آئین گی،

———·———

رقعاتِ عالمگیری کا کام بحمد اللہ کہ اب ترتیب وتبویب کی سرحد سے آگے بڑھکر تحریر وطباعت تک پہونچ گیا، چنانچہ اس کی پہلی جلد جو عالمگیر کی شہزادگی کے خطوط ورقعات پر مشتمل ہے وہ مطبع مین جاچکی، اور اس کی کتابت بھی شروع ہوچکی، کوشش کی جائیگی کہ یہ کتاب پوری صحت وصفائی کے ساتھ طبع ہو،

———·———

اسی سلسلہ مین ہم کو کتب نوادر کے شائقین اور ارباب علم کی خدمت مین یہ گذارش کرنا ہے کہ گو اس کے لئے تمام ممکن سرمایۂ معلومات فراہم کیا جاچکا ہے، تاہم اگر کسی کے پاس اس سلسلہ کی کوئی چیز ہو تو وہ ہماری اعانت مین دریغ نہ فرمائین، عالمگیر کے رقعات کا کوئی غیر معروف چھوٹا بڑا مجموعہ یا اس کے عہد کی کوئی نئی قلمی تاریخ ہو تو مطلع فرمائین، گمان ہے کہ عالمگیر کے قیامِ دکن کی مناسبت سے مملکتِ دکن مین اس کی قلمی یادگارین زیادہ ہون گی، حیدرآباد دکن مین ہمارے دوست عمر یافعی صاحب اس کے لئے کوشش کر رہے ہین اور بعض نسخے انھون نے تلاش کرکے بھیجے بھی ہین، مگر ضرورت ہے کہ دکن کے جوہری اپنے خزانون کی جانچ پڑتال کرکے، اس گوہر گران مایہ کا کوئی نیا ٹکڑا پیدا کرین، اس کے لئے ہر ممکن ضمانت پیش کیجاسکتی ہے کہ انکی امانت بحفاظت واپس ہوگی،

———·———

طبقات ابن سعد جو عربی زبان مین سیرت نبوی اور صحابہ وتابعین کے حالات مین سب سے قدیم اور مبسوط کتاب ہے، اس کی

آٹھ جلدین جنگ سے پہلے شائع ہو چکی تھین، اور یہ گمان تھا کہ وہ انھین آٹھ جلدون پر تمام ہو گئی ہے چنانچہ آٹھوین جلد کی آخر مین خاتمہ بھی لکھا ہے، مگر ابھی لیوزک کمپنی تاجرین کتب مشرقیہ لندن کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اس کی نوین جلد حال مین شائع ہوئی ہے، اٹھارہ شلنگ قیمت ہے، پروفیسر سخاؤ نے اس کی تصحیح کی ہے،

حافظ سخاوی کی مشہور کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرآن التاسع (نوین صدی ہجری کے مشاہیر اسلام کے سوانح) نہایت نادر ہے، اس کا مکمل نسخہ کسی کتبخانہ مین یکجا نہین، باین ہمہ اس کے متفرق نسخے مختلف کتبخانون مین موجود ہین، ہندوستان مین کم از کم اس کے دو ایسے نسخون کا پتہ لگا ہے، جن مین سے ہر ایک نادر تر ہے، مولوی ناصر حسین صاحب کے کتبخانہ (لکھنؤ) مین اس کتاب کا ایسا نسخہ ہے جس پر حافظ سخاوی کے دستخط ہین، اور درمیان درمیان مین کہین کہین، ان کے ایک شاگرد کے اضافے ہین، مثلاً کسی ایک معاصر کا سالِ وفات جو حافظ سخاوی کے زمانہ مین زندہ تھا بعد کو اس نے انتقال کیا، تو شاگرد نے اپنے قلم سے اس شخص کے حال کے آخر مین سالِ وفات بڑھا دیا ہے، دوسرا نسخہ احمد آباد کے کتبخانہ پیر محمد شاہؒ مین ہے، یہ کتاب کی آخری جلد باب الیاء اور باب الکنی پر مشتمل ہے، یہ نسخہ مرزا معتمد خان نامی کسی امیر کی ملکیت تھا، اس کے شروع مین مرزا کے قلم کی عبارت ہے کہ یہ نسخہ خود مصنف یعنی حافظ سخاوی کے ہاتھ کا ہے،

آج کل ملک مین مختلف مذہبی اصلاحی مسائل چھڑے ہوئے ہین خصوصاً کم سنی کی شادی، اور پردہ کی بحث، ان مسائل پر ہر کس و ناکس نفیاً یا اثباتاً زور آزمائی مین مصروف ہے، لیکن کیا عجیب بات ہے کہ مستند علمائے کرام اس موقع پر خاموش ہین، اور بدستور حنفیت و وہابیت، مقلدیت اور غیر مقلدیت، آمین بالجہر و آمین بالسر، قرأت، فاتحہ، اور انصات خلف الامام وغیرہ مسائل پر مصروف پیکار ہین، رہنمایانِ ملت! اس وقت راجح و مرجوح اور فاضل و مفضول مسئلون کو للہ ترک فرمائیے، اور ان مسائل کا فیصلہ کیجئے جن پر آج امتِ مرحومہ کی ترقی و اصلاح کا دار و مدار ہے، اس کو آگے بڑھنے مین مدد دیجئے، اور موجودہ مشکلات کے حل کی تدبیر بتائیے اور سیدھے راستون پر چلنے مین اُن سے جو غلطیان ہو رہی ہین، ان سے اس کو بچائیے، اور اس طرح قوم پر اپنے وجود کی ضرورت ثابت کیجئے ع سنبھل غافل سنبھل غافل، زمانہ درپئے کین ہے،

کم سنی کی شادی کے انسداد کا بل کونسل مین پیش ہے، اس تقریب سے یہ بحث پیدا ہو گئی ہے کہ کیا شریعت اسلام مین کم سنی کی شادی جائز ہے یا نہین؟ آج جو بحثین پیش آرہی ہین معارف کی آنکھین ان پر سالہا سال پیشتر پڑ چکی تھین، چنانچہ نکاح صغیرہ کے مسئلہ پر اس بل کے پیش ہونے سے پہلے ہی اپریل و مئی کے رسالون مین پوری بحث کیجا چکی ہے، آج موافق و مخالف جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہ انھین دلائل کا اعادہ ہے،

۱۲ر جولائی ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح مین مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ایک مضمون اس بل کی حمایت مین شائع ہوا ہے، جس مین قرآن پاک، احادیث اور فقہ سے نکاح صغیرہ کے عدم جواز پر استدلال کیا گیا ہے، موصوف نے بحث مذکور کے مفید مطلب دلائل تو بہت کچھ لے لئے ہین، مگر خلافِ مطلب دلائل و شواہد کی تردید کی زحمت مین گوارا کی ہے، حالانکہ وہ بھی سامنے ہی موجود ہین، افسوس ہے کہ ہمارے تجدد پسند ہر نئی آواز کی مذہبی تائید کی گمراہی مین اسی طرح مبتلا ہین، جس طرح کہ ہمارے قدامت پسند ہر نئی چیز کو مخالفِ مذہب سمجھنے کے جرم کے مرتکب ہین،

کیا قرآن مجید سے نابالغ یتیم لڑکیون کے نکاح کا جواز نہین ثابت ہے؟ کیا نابالغ مطلقہ لڑکیون کی عدت کا بیان نہین مذکور ہے؟ اور طلاق نکاح کو مستلزم نہین ہے؟ کیا صحابہؓ کے طرزِ عمل سے اس کا اثبات نہین ہوتا؟ کیا یہ صحیح ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یتیم نابالغ لڑکیون کا نکاح مطلقاً ناجائز ہے؟ کیا ابن شبرمہ کی طرف یہ نسبت صحیح ہے کہ نابالغہ کا نکاح قطعاً ناجائز ہے، یا یہ صحیح ہے کہ اگر نابالغہ کا بھی نکاح باپ کرے تو اس کو بلوغ کے بعد حقِ فسخ حاصل ہوگا؟ کیا یہ صحیح نہین ہے کہ ابن حزم کی کتنی شاذ رائین ہین؟ باین ہمہ یہ صحیح ہے کہ شریعت نے نکاح مین اور طریقۂ عقد نکاح مین

جو مصلحتین اور حکمتین رکھی ہین، وہ نابالغی کے نکاح مین پوری نہین ہوتین، اور اس لئے اخلاقی تدبیرون سے، نہ کہ قانون کے زور سے، اور وہ بھی غیر اسلامی حکومت کے قانون کے زور سے، اس کو بند کرایا جائے، اور سب کچھ مان لینے کے بعد بھی کیا قرآن سے سن وسال کی تعیین بھی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ بل مین ہے، اور کیا یہ صحیح نہین ہے کہ بلوغ کی حد شخصی حالت پر موقوف ہے، سن و سال پر نہین

اس سلسلہ مین مولوی محمد علی صاحب جیسے وسیع النظر فاضل کے اس بیان کو پڑھکر سخت حیرت ہوئی کہ:-

"معتبر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ) اپنی بڑی بہن اسمارؓ سے دس برس چھوٹی تھین، اور حضرت اسمارؓ کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت کی، ستائیس سال تھی، اس لحاظ سے حضرت عائشہؓ کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے ہجرت سے ایک سال قبل ان سے شادی کی سولہ سال تھی،

ع غلطی ہاے مضامین مت پوچھ

کیا حضرت عائشہؓ کے متعلق ان متعدد امور مین سے ایک بھی صحیح ہے، کیا ان معتبر احادیث مین سے کسی ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے، جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عائشہؓ حضرت اسماءؓ سے صرف دس برس بڑی تھین، ہجرت سے ایک سال پہلے نکاح ہونا ایک لفظی اشتباہ ہے،

شاید مولوی صاحب موصوف کو اُس غیر ذمہ دارانہ مضمون سے دھوکا ہوا ہے، جو حضرت عائشہؓ کے سن نکاح کے متعلق اخبارات مین اور علحدہ اشتہار کی صورت مین شائع ہوا ہے، جس مین مشکوٰۃ المصابیح کے مصنف شیخ ولی الدین خطیب کے رسالہ اکمال فی اسماء الرجال کے حوالہ سے حضرت اسماءؓ کے سنین و سالِ حیات کو جوڑ توڑ کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ برس تھی، حالانکہ یہ تمام تر غلط بلکہ جھوٹ ہے، اور تمام معتبر احادیث و اخبار و سیر اور مسلمات تاریخی کے خلاف ہے

مقالات

حضرت عائشہؓ کی عمر ان کے نکاح کے وقت کیا تھی؟

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلعم کا جب نکاح ہوا ہے، اس وقت اسلامی روایات کے مطابق آنحضرت صلعم کی عمر تقریباً پچاس برس کی تھی، اور حضرت عائشہؓ کی عمر کا چھٹا سال تمام تھا، یا ساتوان سال شروع تھا، نکاح کے تین برس بعد ان کی رخصتی ہوئی، اس وقت انکی عمر نو برس کی تھی، مخالفینِ اسلام کا اعتراض ہے کہ آنحضرت صلعم کا اتنی بڑی عمر مین اس قدر کمسن لڑکی سے نکاح کرنا نامناسب تھا، اس اعتراض کے جواب مین مسلمان جواب دینے والون نے مختلف راہین اختیار کین، ایک نے تو کم سنی کی شادی کی نامناسبت ہی کا انکار کر دیا، دوسرے نے نکاح اور رخصتی کی تاریخون کو تسلیم کر لیا، لیکن رخصتی کے اس عمر مین ہو جانے سے تعلقاتِ زن و شوئی کا بھی اسی زمانہ سے شروع ہو جانا ضروری نہین قرار دیا، بلکہ ان کے نوین سال کو صرف رخصتی کی عمر قرار دیا،

لیکن تیسرے صاحب سب سے زیادہ تیز ثابت ہوئے، انھون نے آجکل کے جدید علم کلام کی پیروی مین سرے سے ان واقعات کی ان مسلمہ تاریخون ہی سے انکار کر دیا، اور اس پر ایک بے جوڑ سا مضمون لکھکر تمام اخبارون مین شائع کر دیا، اشتہار کی صورت مین تقسیم کیا، لوگون کے پاس بذریعہ ڈاک بھیجا، خود میرے پاس یہ کئی مرتبہ بھیجا گیا، اور مین ہر دفعہ یہ سمجھکر خاموش رہا، کہ مضمون نگار کی نیت اچھی ہے، لیکن دیکھتا ہون کہ اس تسامح نے ایک طرف یہ نقصان پہونچایا کہ یہ جدید نظریہ مستند تاریخون مین جگہ پانے کی کوشش کر رہا ہے، چنانچہ سیرۃ نبویؐ کے ترکی مترجم کے معاونِ اردو ظفر حسن صاحب نے قسطنطنیہ سے اس مضمون کا حوالہ دیکر لکھا کہ اگر یہ مضمون آپ کی تحقیق مین درست ہے تو سیرت کے ترکی ترجمہ مین داخل کر دیا جائے، دوسری طرف یہ آگے بڑھکر ایک فقہی مسئلہ کے استدلال مین پیش کیا جا رہا ہے، اس لئے اب ضرورت ہے کہ اس غیر ذمہ دارانہ مضمون کی تردید کر دیجائے،

اس مضمون کی بنیاد یہ ہے کہ مشکوٰۃ کے مصنف شیخ ولی الدین خطیب نے مشکوٰۃ کے راویون کے حال مین ایک مختصر سا رسالہ

الاکمال فی اسماء الرجال لکھا ہے، جو مشکوٰۃ کے آخر مین ضمیمہ کے طور پر چھپ گیا ہے، صاحب مضمون کا بیان ہے کہ اس مین یہ لکھا ہو کہ حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے دس برس بڑی تھین، اور حضرت اسماءؓ نے سو برس کی عمر مین ۷۳ھ مین وفات پائی، اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہجرت کے وقت حضرت اسماءؓ کی عمر ستائیس برس اور حضرت عائشہؓ کی ان سے دس برس کم، ۱۷ برس ہوگی، اور نکاح کے وقت پندرھوان برس ختم یا سولھوان شروع ہوگا،

اس واقعہ کی تنقید کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود اس رسالہ کی حیثیت معلوم کیجائے پھر اس کی روایت کی تحقیق کیجائے، اور پھر مستند روایتون سے اس کا موازنہ کیا جائے، سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ شیخ ولی الدین خطیب کا یہ مختصر رسالہ کوئی استنادی حیثیت نہین رکھتا یہ سرسری طور سے صرف مشکوٰۃ کے طلبہ کی عمومی واقفیت کے لئے لکھا گیا ہے خطیب آٹھوین صدی کے آدمی ہین ۷۳۷ھ کے بعد یعنی (مشکوٰۃ کی تالیف کے بعد) انھون نے یہ رسالہ لکھا، ایک ایسے امر اہم کے لئے اور ایک ایسے واقعہ کیلئے جو تمام قدیم مستند روایتون کے خلاف ہے، آٹھوین صدی کے ایک مؤلف کا بیان کہان تک قابلِ وثوق ہوگا،

لیکن اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ مضمون نگار نے شیخ خطیب کی اصل عبارت نقل نہین کی، اور صرف یہ لکھکر کہ ایک ایسے نقہ اور معتبر و مستند مؤلف نے یہ لکھا ہے، اس کے بعد مذکورہ بالا بیان جزم و یقین اور حتم کی صورت مین پیش کیا ہے، حالانکہ غریب خطیب نے اس کو ضعف کے صیغہ کے ساتھ نقل کیا ہے، اصل الفاظ یہ ہین :-

قيل اسلمت بعد سبعة عشر انسانا وهي اكبر من اختها عائشة بعشر سنين وماتت بعد قتل ابنها بعشرة ايام وقيل بعشرين يوما . . . ولها مائة سنة وذلك سنة ثلاث وسبعين

کہا گیا ہو کہ وہ (اسماءؓ) ۱۷ آدمیون کے بعد اسلام لائین اور اپنی بہن عائشہؓ سے دس برس بڑی ہین اپنے فرزند (عبد اللہ بن زبیرؓ) کے قتل کے دس دن اور کہا گیا ہے کہ ۲۰ دن کے بعد انتقال کیا، اس وقت انکی عمر ۱۰۰ برس کی تھی اور ۷۳ھ تھا،

کہان مضمون نگار کا جزم و یقین، کہان مؤلف کا ضعف و عدم قطعیت، اگر اس عبارت کو قیل کے تحت مین نہ بھی مانئے تو یہ ماننے کہ بہرحال تسامح کا ہونا ممکن ہے خطیب نے بھی یہ بیان غلطی کی ہے، اور وہ بلا شک و شبہہ تسامح کے مرتکب ہوے ہین چنانچہ اسی کتاب مین حضرت عائشہؓ کے حال مین وہ لکھتے ہین :-

تزوجها بمكة في شوال سنة عشر من النبوة قبل الهجرة بثلث سنين وقيل غير ذلك واعرس بها بالمدينة في شوال سنة اثنتين من الهجرة على راس ثماني عشر شهرا ولها تسع سنين وقيل دخل بها بالمدينة بعد سبعة اشهر من مقدمه وبقيت معه تسع سنين مات عنها ولها ثماني عشرة سنة

آنحضرت صلعم نے شوال ۱۰ نبوی مین ہجرت سے تین سال پہلے انکی شادی کی، اور ہجرت سے اس تین سال سے کم و بیش زمانہ بھی بتایا گیا ہے اور آپ نے ان کے ساتھ شب عروسی گذاری مدینہ مین شوال ۲ھ مین ہجرت کے ۱۸ مہینے بعد اس وقت وہ نو برس کی تھین، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہجرت کے سات مہینہ کے بعد آپ نے خلوت کی، اور آپکے ساتھ وہ نو برس رہین، اور آپ کی وفات کے وقت وہ ۱۸ برس کی تھین

ذرا ہمارے محقق مضمون نگار ایک ہی مصنف کی ایک ہی کتاب کے ان دو مقامات مین ذرا تطبیق تو دیدین، پھر کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ کی تحقیق حال کے لئے انھون نے اس رسالہ مین حضرت اسماءؓ کا تو حال پڑھا ہو لیکن خود حضرت عائشہؓ کے حال پر ان کی نظر نہ پڑی ہو، پھر کیا یہ دانستہ غلطی کا ارتکاب نہین ہے؛

جو کچھ خطیب نے اس موقع پر لکھا ہے، اسلام کے پورے تاریخی سرمایہ مین ایک حرف بھی اس کے خلاف نہین ہے، صحیح بخاری (مناقب عائشہؓ، تزویج صغار وغیرہ ابواب) صحیح مسلم (نکاح) مستدرک حاکم (جلد ۴) مسند احمد (جلد ۶ صفحہ ۱۱۸) طبقات ابن سعد (جلد ۸) استیعاب، اسد الغابہ، اصابہ وغیرہ حدیث و سیر کی تمام کتابون مین یہی لکھا ہے کہ خود حضرت عائشہؓ کہتی ہین کہ میرا نکاح چھ برس کے سن مین اور رخصتی نو برس کے سن مین ہوئی، بخاری (فضل خدیجہ) اور مسند (جلد ۶ صفحہ ۵۸) مین جو یہ لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی ہین کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین برس بعد میری شادی ہوئی، اس سے مقصود رخصتی ہے، یا راوی نے غلطی سے رخصتی کی تاریخ کے بجائے اس کو نکاح کی تاریخ بتا دیا ہے، کیونکہ دیگر صحیح روایتون سے اس کی تطبیق ناگزیر ہے،

اب یا تو آٹھوین صدی کے خطیب کی ایک غلط روایت پر قیاس در قیاس کو صحیح مانو، یا امام بخاری، امام مسلم، امام احمد بن حنبل، حاکم، ابن سعد، ابن عبد البر، ابن الاثیر، ابن حجر وغیرہ محدثین و مورخین اسلام کو مانو، یہ بھی یاد رہے کہ بخاری، مسلم، ابن حنبل حاکم اور ابن سعد مین حضرت عائشہؓ کے نکاح و رخصتی کی یہ تاریخین خود انھین کی زبانی، اور انھین کے گھر کے لوگون کے ذریعہ سے مروی ہین جس سے زیادہ معتبر روایت اور کیا ہو سکتی ہے۔

ان اصلی شہادتون کے ساتھ ضمنی بیانات کو بھی ملالو، حضرت عائشہؓ نکاح اور رخصتی کے وقت اتنی چھوٹی تھین کہ ہنڈولے جھولتی تھین، گڑیان کھیلتی تھین (ابوداؤد کتاب الادب و ابن ماجہ باب مداراۃ النساء و صحیح مسلم باب فضل عائشہ) وہ فرماتی ہین کہ سورۂ قمر کی آیتین جب نازل ہوئی ہین تو مین کھیل رہی تھی (صحیح بخاری تفسیر قمر) کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھے خبر بھی نہ ہوئی تھی (ابن سعد صفحہ ۴۲) افک کے موقع پر ہے کہ وہ جاریۃ حدیثۃ السن (بخاری) کمسن لڑکی تھین، حالانکہ مضمون نگار کے قیاس و قیاس کے رو سے اس وقت ان کی عمر کم از کم بیس اکیس برس ہوگی کیا بیس اکیس برس کی عورت کم سن لڑکی کہی جائے گی؟

ان دلائل کے بعد خطیب کی ایک، اتفاقی غلطی پر جو بنیاد کھڑی کی گئی ہے، اس کے گرنے مین کتنی دیر لگے گی، ہمین معلوم ہے کہ اس ارادی غلطی کا کیون ارتکاب کیا گیا ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہم علم اور مذہب کے باب مین "دروغ مصلحت آمیز" کے فتوی پر عمل کرنے کے لیے تیار نہین ہین،

اب اصل اعتراض کا جواب تو وہ یہ ہے کہ معترض یورپ کی سرد آب و ہوا پر عرب کی گرم آب و ہوا کا قیاس کر رہا ہے، ٹھنڈے ملکون مین بلوغ کی عمر بہت دیر کو آتی ہے، اور گرم ملکون مین بہت جلد آجاتی ہے، خود ہندوستان مین بھی یورپ سے نسبۃً جلد لڑکیان جوان ہو جاتی ہین، علاوہ ازین اس نکاح سے آنحضرت صلعم کا جو مقصود تھا وہ تاریخ اسلام کے صفحون سے ظاہر ہے، اول مقصود تو نبوت و خلافت کے باہمی رشتون کا استحکام تھا، اور دوسرے حضرت عائشہؓ کی طبعی ذکاوت و ذہانت سے اسلام کو فائدہ پہنچانا، اور عورتون کے اسلامی تعلیمات کے نشر و اشاعت کا سامان کرنا، بحمد اللہ کہ یہ مقاصد عظمی حرف حرف پورے ہوئے اور خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زندگی اس کی گواہ ہے تاہم یہ نبوت کی وہ استثنائی مثال ہو جس کی پیروی مسلمان کو صرف استثنائی ہی صورت مین کرنا چاہیئے،

بہرحال تمام احادیث مین خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان کے نکاح اور رخصتی کے متعلق جو الفاظ مروی ہین وہ بلا استثنا یہی ہین، صحیح بخاری باب نکاح الرجل مین ہے،

عن عائشۃ ان النبی صلعم تزوجھا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جب ان سے شادی کی

وھی بنت ست سنین وادخلت علیہ وھی بنت تسع ومکثت عندہ تسعا (جلد اول صفحہ ۷۷۱)

تو وہ چھ برس کی تھین اور جب وہ آپ کی خدمت مین لائی گئین تو نو برس کی تھین اور نو برس آپ کی رفاقت مین رہین،

یہی واقعہ احادیث کے مختلف ابواب و فصول مین اور خصوصاً بخاری مین شاید چار پانچ مقام پر ہے، صحیح بخاری باب تزویج عائشہ مین ہے،

قال توفیت خدیجۃ قبل مخرج النبی صلعم الی المدینۃ بثلاث سنین او قریبا من ذلک، ونکح عائشۃ وھی بنت ست سنین وبنی بھا وھی بنت تسع سنین (جلد ا، ۵۵۱)

عروہؓ نے کہا کہ خدیجہؓ نے ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی، آنحضرت صلعم تقریباً دو برس ٹھہرے، اور عائشہؓ سے نکاح کیا تو وہ چھ برس کی تھین اور جب وہ آپکے پاس آئین تو ۹ برس کی تھین،

فلبث سنتین او قریبا من ذلک سے مراد بے نکاح کے رہنا نہین ہے جیسا کہ ظاہربین کو دھوکا ہو سکتا ہے، ورنہ ۱ سنہ مین حضرت عائشہؓ کی نو برس کی عمر نہین ہو سکتی، بلکہ یہ کنایہ اس بات سے ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد باوجود حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کر لینے کے آپ دو برس تک کسی بیوی کے قریب نہ گئے،

اسی صفحہ مین دوسری حدیث مین ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی ہین،

تزوجنی النبی صلعم وانا بنت ست سنین ...... فاسلمننی الیہ وانا بنت تسع سنین،

رسول اللہ صلعم نے جب مجھے شادی کی تو مین چھ برس کی تھی...... اور جب عورتون نے مجھے آپکے سپرد کیا تو مین نو برس کی تھی،

حضرت خدیجہؓ کے سالِ وفات مین اور اسکی بنا پر حضرت عائشہؓ کے نکاح و پیدائش کی تاریخ مین جو بھی اختلاف ہو مگر اس مین کہین اختلاف نہین کہ وہ نکاح کے وقت ۶ برس کی اور رخصتی کے وقت نو برس کی تھین یہی روایت تمام محدثین کی کتابون مین ہے، یہ واقعہ خود حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہین، اور ان سے سنکر حضرت عروہؓ بیان کرتے ہین، اور عروہ سے ان کے بیٹے ہشام، حضرت عروہؓ کون ہین؟ ان حضرت اسماءؓ کے صاحبزادہ جن کے سال و عمر سے حضرت عائشہؓ کے سال و عمر کی تعیین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے،

———•———

علماء کا آغازِ تنزل، آٹھوین صدی مین،

از مولانا عبد السّلام صاحب ندوی

دنیا مین کوئی چیز دفعۃً نہین پیدا ہوجاتی، یہان تک کہ تخریب مین اگرچہ تعمیر سے کم وقت صرف ہوتا ہے، تاہم ایک عظیم الشان عمارت بھی دفعۃً منہدم نہین ہوسکتی، بلکہ اس کے لیے کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے، آج ہندوستان مین ہمارے علماء کی جو افسوسناک حالت ہے، اس کو دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد دفعۃً یہ صورتِ حال پیدا ہوگئی ہے، بلکہ اگر سیاسی بدگمانی سے کام لیا جاے تو اس کے پیدا کرنے مین انگریزی سلطنت کے اقتدار کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے جس کی عمر ایک صدی سے زاید نہین ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ عمارت ایک مدت کے بعد گری ہے، اور علماء کے عمامہ کا کلس زمانۂ دراز کے بعد سرنگون ہوا ہے، ہمارے علماء کے جو معائب آج علانیہ نظر آتے ہین، وہ اگرچہ زمانۂ قدیم مین اس قدر نمایان ہونے نہین پاے تھے، تاہم تدریجی زوال بہت پہلے سے شروع ہوگیا تھا، بلکہ جن بزرگون کی آنکھین شمع نبوت سے روشن ہوچکی تھین، ان کو تو خیر القرون ہی مین عہدِ نبوت کی خصوصیات مین کمی نظر آنے لگی تھی، مثلاً یہودی عورتون مین جو بداخلاقیان پھیل گئی تھین، ان مین ایک یہ بھی تھی کہ جن عورتون کے بال جھڑ جاتے تھے وہ اپنے سرون پر مصنوعی بال لگاکر نمایشی حسن پیدا کرلیتی تھین، لیکن رسول اللہ صلعم نے مسلمان عورتون کو اس تصنع آمیز طریقہ کی ممانعت فرمائی تھی، لیکن بعد کو جب ارشاد وہدایت کا وہ سلسلہ قائم نہ رہا جو عہدِ نبوت مین قائم ہوچکا تھا تو مسلمان عورتون نے بھی اس معاملہ مین یہودی عورتون کی تقلید شروع کی، اور علماء نے بھی اس معاملہ مین سہل انگاری سے کام لیا، چنانچہ ایک سال حضرت امیر معاویہؓ حج کو تشریف لائے، تو اسی قسم کا بال ایک سپاہی کے ہاتھ سے لیکر سرِ منبر لوگون کو دکھلایا اور چونکہ یہ علماء ہی کی غفلت کا نتیجہ تھا اس لیے لوگون کو علماء کی اس غفلت کی طرف ان الفاظ مین توجہ دلائی،

این علماء کم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن مثل ھذہ ویقول انما ھلکت بنو اسرائیل حین اتخذ ھذہ نساءھم[1]

تمھارے علماء کیا ہوگئے؟ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ آپ اس کی ممانعت فرماتے تھے، اور کہتے تھے کہ بنو اسرائیل کی عورتون نے جب یہ طریقہ اختیار کیا تو وہ برباد ہوگئے،

اس کے بعد رفتہ رفتہ ان خرابیون کا خمیر اور بھی پختہ ہوتا گیا، یہان تک کہ امام غزالی کو احیاء العلوم مین خصوصیت کے ساتھ علماء کے اخلاق کی پردہ دری کرنی پڑی، لیکن باینہمہ امام غزالی کے زمانہ تک علماء کی جو حالت تھی وہ ہمارے زمانہ سے بہت کچھ مختلف تھی، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امام صاحب نے صوفیانہ حیثیت سے علم وعمل کا جو معیار قائم کیا تھا وہ اس قدر بلند تھا کہ عام طور پر وہان تک رسائی ناممکن تھی، اور ہم کو اس مین شبہہ ہے کہ خود امام صاحب بھی اس معیار پر پورے اتر سکتے تھے یا نہین؟ اس لیے امام صاحب کے نقطۂ نظر سے اُس زمانہ مین علماء کا جو اخلاقی ومذہبی پایہ گر گیا تھا ہم اس پر علماء کو بہت زیادہ ملامت نہین کرسکتے، اور آج بھی اگر ہمارے علماء مین وہ اخلاقی خوبیان موجود ہون تو ہم کو بہت زیادہ افسوس نہ ہوگا، لیکن ساتوین آٹھوین صدی کے بعد سے جو نظام تعلیم قائم ہوا، اس نے علماء کے علم وعمل دونون کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ بعض حالتون مین ہم کو عوام کا پایہ بھی ان سے بلند نظر آتا ہے، اور مذہبی حیثیت سے وہ ان سے زیادہ دین خالص کے متبع نظر آتے ہین، ہمارے زمانے مین عربی زبان اور مذہبی علوم کی تعلیم کے جو افسوسناک نتائج ہر جگہ دیکھنے مین آتے ہین، وہ اسی تعفن آمیز خمیر کا وبال ہین، جو ساتوین اور آٹھوین صدی مین پختہ ہوچکا تھا، اس لیے اگر ہم علمی اور عملی حیثیت سے اس زمانے کے علماء کا تناسب وتوازن اس زمانہ کے علماء کے ساتھ قائم کرنا چاہین تو ہم کو انھی صدیون کے علماء کے حالات کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور خوش قسمتی سے ان حالات کا ایک نہایت عمدہ ذخیرہ ہمارے سامنے آگیا ہے، یعنی

[1] بخاری کتاب اللباس باب الوصل فی الشعر

شیخ تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب السبکی المتوفی ۷۷۱ھ نے "معید النعم ومبید النقم" کے نام سے ایک خاص کتاب لکھی ہے، جس مین مسلمانون کے ایک ایک طبقے کی اخلاقی برائیون کا ذکر کیا ہے، اور اس سلسلے مین علمار کے علمی وعملی حالات پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، اور وہ حالات اس زمانے کے علما پر اس شدت سے منطبق ہوتے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ چودھوین صدی کا کوئی ذی حس شخص اپنے زمانے کے علمار کا ماتم کر رہا ہے، چنانچہ وہ ایک موقع پر لکھتے ہین،

"ان مین بعض لوگ کسی خاص مذہب کی فروعات کی تائید وحمایت اس تعصب کے ساتھ کرتے ہین کہ وہ کے تشیب وفراز کی بالکل پروا نہین کرتے اور یہ ان کی ایک بد اخلاقی ہے، مختلف مذاہب کے متبعین مین مینے بعض لوگون کو دیکھا کہ وہ تعصب مین اس قدر غلو کرتے ہین کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہین پڑھتا، اس کے علاوہ اور بھی چیزین ہین جنکا ذکر خوشگوار نہین ہے افسوس یہ لوگ خدا سے کس قدر دور ہین، اگر خود امام شافعی اور امام ابوحنیفہ زندہ ہوتے تو سختی کے ساتھ ان پر لعنت ملامت کرتے، آخر وہ فروعات کے معاملے کو جس کے متعلق علما کی دو رائین ہین، کچھ لوگ تو یہ کہتے ہین کہ ہر مجتہد کی رائے صحیح ہے، اور کچھ لوگون کا یہ قول ہے کہ رائے تو ایک ہی مجتہد کی صحیح ہے، البتہ جو مجتہد بر سر غلط ہے، اس کو بھی ثواب ملے گا، چھوڑ کر اہل بدعت کی تردید مین کیون نہین مصروف ہو جاتے، تمام حنفیہ، تمام شافعیہ، تمام مالکیہ اور تمام فضلائے حنابلہ خدا کے فضل وکرم سے عقائد مین متفق اور سب کے سب اہل سنت والجماعۃ ہین، اور دینی معاملے مین شیخ السنت ابو الحسن اشعری کے طریقے پر چلتے ہین، صرف چند کم درجے کے احناف وشوافع معتزلہ کی صف مین جا ملے ہین، اور اسی قسم کے چند حنابلہ بھی اہل تجسیم مین منضم ہو گئے ہین، لیکن خدا نے مالکیہ کو اس سے محفوظ رکھا ہے، اور جو مالکی بھی نظر آتا ہے، وہ اشعری العقیدہ ہے . . . . . تو ان لوگون سے جو فروعات مین تعصب کرتے ہین کہو کہ

خدا کے لیے تعصب کو چھوڑ دو اور مذہب اسلام کی جانب سے مدافعت کرو، اور جو لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہین، اور ام المومنین عائشہؓ پر جنکی برأت کے لیے قرآن نازل ہوا، خدا ان کے لیے غضبناک ہوا یہان تک کہ قریب تھا کہ آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے تہمت لگاتے ہین، اور قرآن وصفاتِ باری پر اعتراضات کرتے ہین ان کے مقابلہ کے لیے مستعد ہو جاؤ کیونکہ ان کے ساتھ جہاد واجب ہے پھر اس مین کیون نہین مشغول ہو جاتے،

ان فروعی تعصبات نے اس زمانے مین، اشاعتِ اسلام مین جس قدر رکاوٹین پیدا کر رکھی ہین، اسی قدر اس زمانے مین بھی وہ اسلام کی ترقی مین سنگِ راہ تھا، چنانچہ علامہ موصوف اسی سلسلے مین لکھتے ہین کہ

"لوگو! عیسائی اور یہود تمھارے درمیان موجود ہین، اور ملکون کی زمینین ان سے بھری پڑی ہین لیکن تم مین کون ہے جو ان کے ساتھ بحث ومناظرہ کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور ان کی ہدایت وارشاد کی طرف توجہ کی! بلکہ اسلامی شہرون مین ذمیون کے ریوڑون کو لوگون نے چھوڑ رکھا ہے اور ان سے خدمتین لیتے ہین، لیکن ہم تم مین سے کسی فقیہ کو نہین دیکھتے جو گھڑی بھر کے لیے کسی ذمی کیساتھ بیٹھے اور اس کے ساتھ اصولِ دین مین مباحثہ کرے، اگر وہ ایسا کرتا تو غالباً خدا اوس کے ذریعہ سے اس کو ہدایت دیتا، یہ ایک فرض کفایہ اور مہماتِ دین مین سے ہے کہ تم لوگ اپنی تھوڑی سی ہمت اس کام مین صرف کرو، کیونکہ یہ ایک نہایت بری بات ہے کہ ہمارے شہر علمائے اسلام سے بھرے پڑے ہون، لیکن بایہمہ ان مین تم کو کوئی ایسا ذمی نظر نہ آئے جسکو ہمارے کسی عالم کے مناظرے نے اسلام کی دعوت دی ہو، بلکہ اگر کوئی ذمی مسلمان ہوتا ہے تو کبھی خدا کی توفیق اس کے شاملِ حال ہوتی ہے، یا کوئی دنیوی غرض اس کو اسلام کی طرف بلاتی ہے، کاش کوئی فقیہ اتنا ہی کرتا کہ اس قسم کے نو مسلم کو روک رکھتا، اس سے باتین کرتا، اور اس کو مذہب اسلام کی حقیقت بتاتا تاکہ اس کا دل اور بھی کھل جاتا، لیکن اس کے برخلاف یہ لوگ اس کو مطلق العنان

چھوڑ دیتے ہین اور نہین جانتے کہ اس کے قلب کے اندر کیا ہے؟ کیا وہ درحقیقت جیسا کہ وہ ظاہر کرتا ہے مسلمان ہے؟ یا اسی کفر کی حالت پر قائم ہے؟ کیونکہ یہ لوگ اس کو وہ آیات و براہین نہین دکھاتے جنسے اس کا دل کھل جاتا، تو اے علماء اس قسم کے کام مین کوشش اور تعصب کرو، باقی فروعات دین مین، تمھارا تعصب کرنا، اور لوگون سے صرف ایک مذہب کی پابندی کرانے کی کوشش کرنا تو وہ ایک ایسی چیز ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کو قبول نہ کریگا، اور تم کو اس پر صرف تعصب اور حسد آمادہ کرتے ہین،،

غیرون کے خوش عقیدہ یعنی مسلمان بنانے کا سوال تو الگ ہے، خود ہم کو اپنے علماء کے عقائد کی جانچ پڑتال کرنی چاہئے کہ وہ ٹھیک اہل سنت و الجماعت کے اصول کے مطابق ہین یا نہین؟ اس مین شبہہ نہین ہے کہ امام ابوالحسن اشعری کے عقائد کتاب و سنت سے زیادہ قریب ہین، لیکن ہم کو اس مین شبہہ ہے کہ ہمارے علم کلام کی کتابون مین جو عقائد بیان کئے گئے ہین، وہ خاص اہلسنت و الجماعۃ کے عقائد ہین، کیونکہ علامۂ موصوف کی تحریر ہے کہ "حکماء، اور متکلمین کے کلام کی باہمی آمیزش سے مسلمانون کو سخت نقصان پہنچا ہے، اور مشبہہ وغیرہ نے اس طریقے کی وجہ سے ہمارے اصحاب پر نکتہ چینیان کی ہین، یہ حالت صرف ہمارے زمانہ مین اور اس سے کچھ پہلے سے، جب سے نصیرالدین طوسی اور ان کے مقلدین کا زمانہ شروع ہوا ہے پیدا ہوئی ہے.... اُن کے عقائد کو علم کلام کی ان کتابون نے خراب کر دیا ہے جنکو متاخرین نے نصیرالدین طوسی وغیرہ کے بعد تصنیف کیا ہے، کاش وہ قاضی ابوبکر باقلانی استاذ ابواسحاق اسفرائنی امام الحرمین، اور ابوالمعالی جوینی کی کتابون پر قناعت کرتے،،

چونکہ علامۂ موصوف نے جو کچھ لکھا ہے، صرف اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے لکھا ہے، اس لئے انھون نے صرف علم کلام ہی کی کتابون کا ذکر کیا ہے، ورنہ اگر وہ علمی حیثیت سے بحث کرتے تو ان کو یہ لکھنا پڑتا کہ اس دور کے بعد ہر علم کی کتابین دوسرے علوم کے مسائل سے اسقدر مخلوط ہوگئین کہ منطق کو منطق، فلسفہ کو فلسفہ اور نحو کو نحو کہنا مشکل ہے،

"مؤسسۂ کائتانی"

La Fandazione Caetani Per gli Studi Musulmani

از

جناب مولوی سید حسن صاحب برنی، بی اے ال ال بی،

اٹلی کے نامور مستشرق لیونے کائتانی (Leone Caetani) کا تذکرہ متعدد مرتبہ معارف مین آچکا ہے اور حال ہی مین ہمارے فاضل دوست شیخ عنایت اللہ صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج جھنگ اس کی بےنظیر تاریخ کبیر "(Annali) کے کچھ ابتدائی اوراق ترجمہ کر کے معارف میں شائع کر چکے ہیں، اسی تاریخ کبیر سے ترجمہ کر کے دو مضمون "کیا کتبخانۂ اسکندریہ کو عربوں نے جلایا؟" اور "ہندوستان پر عربوں کا پہلا حملہ" ہم بھی رسالۂ اردو اکتوبر ۱۹۲۶ء اور علی گڈھ میگزین دسمبر ۱۹۲۶ء وجنوری وفروری ۱۹۲۷ء میں شائع کرا چکے ہیں، ان دونوں مضمونوں کے متعلق جو تمہیدی نوٹ لکھے گئے ہیں، ان میں کائتانی کی علمی خدمات کا کچھ مختصر تذکرہ بھی کیا گیا ہے،

آج ہم کائتانی کے ایک اور عظیم الشان علمی کارنامہ کا تذکرہ ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں، اور اسی سلسلہ میں کائتانی اور اس کے بعض ترکاے کار کی علمی خدمات کو تفصیل سے دکھلانا چاہتے ہیں،

"برنی"

کائتانی اٹلی کے ایک نوابی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور "ڈوکا ڈی سیرمونیٹا" (Duca di Sermonetia) یعنی نواب ریاست سیرمونیٹا کے لقب سے ملقب ہے، اس کا خاندان صدیون سے ممتاز چلا آتا ہے اور اس ایکہزار سال مین سب سے نامور افراد پیدا کر چکا ہے، تمول کے لحاظ سے کائتانی امیر کبیر کی حیثیت رکھتا ہے جس کی دولت کا تخمینہ اس کی بیگم کی جائداد کو چھوڑ کر جو بہت بڑی ریاست ہے، ایک سو ملین لیرا (یعنی تقریباً ڈیڑہ کرور روپیہ) کیا جاتا ہے، کائتانی ۹ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء مین پیدا ہوا اور اس نے روما کی یونیورسٹی مین تعلیم پائی، مشرقی بالخصوص اسلامی علوم سے ابتدا ہی سے دلچسپی تھی، لاطینی، فرانسیسی، جرمن اور انگریزی زبانون کے علاوہ اس نے عربی اور فارسی مین بھی مہارت تامہ حاصل کی، اسلامی علوم و آداب کے مطالعہ کے بعد اس نے اپنی زندگی اسلامی تاریخ مدون کرنے کے لیے وقف کر دی، پانچ مرتبہ مختلف اسلامی ممالک مین سیاحی کی، ازانجملہ سنہ ۱۸۹۵ - سنہ ۱۹۰۱ مین وہ ہندوستان بھی آیا اور سنہ ۱۹۰۱ء مین ابتدائی اسلامی فتوحات کے مشہور مقامات اجنادین، یرموک، دمشق، مصر، وغیرہ کا بچشم خود محض علمی تحقیقات کی غرض سے معاینہ کیا،

تاریخ اسلام کی تدوین کے لیے کائتانی نے دنیا کی مختلف زبانون مین اسلامی تاریخ و تمدن کے متعلق جس قدر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابین مشرق و مغرب سے فراہم ہو سکتی تھین، اپنے کتب خانہ کے لیے جمع کین، اکثر نایاب کتابون کے فوٹو دنیا کے مختلف کتب خانون سے حاصل کئے، اور بعض اوقات ایک ایک کتاب کے لیے مشرق و مغرب کے متعدد کتب خانون سے منتشر اجزا کے عکس لیکر انھین یکجا کیا، اس طرح کائتانی کا کتب خانہ اسلامی تاریخ کے متعلق دنیا کا بہترین کتب خانہ بن گیا، جسکی فراہمی مین اس شیدائے علم امیر کبیر نے اپنی دولت کو بیدریغ خرچ کیا،

اس عظیم الشان کتب خانہ کو جمع کرنے کے بعد کائتانی نے اپنی "تاریخ کبیر" (Annali dell Islam) کی تدوین شروع کی، جس کی پہلی جلد سنہ ۱۹۰۵ء مین شایع ہوئی، اس وقت سے سنہ ۱۹۲۶ء تک بڑی تقطیع پر اس کتاب کی گیارہ ضخیم جلدین شائع ہو چکی ہین، جن کے اوراق کی مجموعی تعداد تقریباً

سات ہزار ہوتی ہے، ان مین سے سوا ڈیڑہ ہزار صفحات مین عہد نبوی صلعم اور ساڑھے پانچہزار صفحات مین خلفائے راشدینؓ کی تاریخ لکھی گئی ہے، اس طرح یہ تاریخ کبیر ابھی صرف سنہ ۱ھ سے لیکر سنہ ۴۰ھ تک پہنچی ہے،

چند سطرون مین اس کتاب کے محاسن اور کائتانی کی مخصوص تحقیقات کا بیان کرنا ناممکن ہے، بہرحال اس وقت مختصر طور پر اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ اس کتاب کی ترتیب سنہ وار ہے، ہر واقعہ اور مبحث پر کائتانی نے اول تمام قدیم اور اصلی ماخذون کو جمع کیا ہے، پھر جدید مستشرقین و دیگر مغربی مصنفین کے معلومات و افکار کو بیان کیا ہے، پھر خود تنقید و تبصرہ کیا ہے، اکثر اوقات خاص خاص عنوانات و مباحث پر نہایت طویل اور معرکۃ الآرا مقالات لکھے ہین، اور تحقیقات کو انتہا کو پہنچا دیا ہے، ہر مضمون کے متعلق جملہ ماخذ و مصادر کا نہایت معتبر اور مستند حوالہ دیا ہے، ہر سنہ کے اخیر مین ان مشاہیر کے جنھون نے اس سنہ مین وفات پائی، حالات مع مکمل حوالجات کتب تحریر کئے ہین،

تاریخ کبیر کی اشاعت سے پہلے کائتانی نے مشاہیر اسلام اور جغرافیائی اسماء کی ایک ضخیم فہرست تیار کرائی تھی، اس ابتدائی فہرست کا کچھ حصہ جس مین حرف اے (A) سے لیکر حرف ڈی (D) تک کے اسماء و اعلام، جو میرے اندازہ مین پانچہزار ہونگے بڑی تقطیع کے ڈھائی سو صفحات مین سنہ ۱۹۱۴ء مین، "فہرست عامہ بترتیب حروف تہجی متعلق تاریخ اسلام" Registro Generalo Alfabetico degli annali dell Islam کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اس فہرست مین سب سے پہلا نام ابن بنت العز (ابو القاسم عبد الرحمن تقی الدین متوفی سنہ ۶۹۵ھ) اور سب سے اخیر نام القزیری (ابو بکر المبارک، وجیہ الدین ابن الدہان متوفی سنہ ۶۱۲ھ) ہین،

کائتانی نے اس فہرست کو اس سے آگے شائع نہین کیا، بلکہ اس کی بجائے اپنے فاضل دوست غبریئیلی (Gabriel) مین اکادیمیہ لنچائی (Bibliolecario R. Academia Nazionale dei Lincei) کی شرکت و امداد سے ایک دوسری کتاب زیادہ وسیع اور بلند پیمانہ پر سنہ ۱۹۱۵ء

مین شائع کی، جس مین از سر نو تمام مشاہیر و مقامات جغرافیائی کی فہرست بترتیب حروفِ تہجی مع مختصر حالات و حوالجات
ماٰخذ و مصادر درج کیے گئے، اس کتاب کی پہلی جلد مین ایک بسیط مقالہ غبریلی نے لکھا جسمین عربی اسماؤ اعلام
پر بڑی تقطیع کے تین سو سے زیادہ صفحات مین نہایت فاضلانہ بحثین تحریر کین، یہ مقالہ جداگانہ طور پر "اسم علم عربی"
(Il Nome Propre Arabe) کے نام سے
شائع ہو چکا ہے اور اصل کتاب کا نام "دفیات عربیہ" (Onomastican Ara-
bicum) ہے، اس کتاب کی جلد دوم مین جس مین بڑی تقطیع کے ایکہزار بیس (۱۰۲۰) صفحات مین
حرف اے (A) کے صرف ابتدائی حصہ کے اسمار و اعلام درج ہین، سب سے پہلا اسم "اعابل" ہے جو کہ عرب کا ایک
موضع ہے، اور سب سے اخیر نام "عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان" ہے۔ کل اسمار جو اس کتاب مین درج ہین چودہ ہزار اٹھ سو
دس (۱۴۸۱۰) ہین، اس کتاب کی نوعیت سمجھنے کے لیے ہم مثال کے طور پر ایک اسم اور اس کے متعلقہ اندراجات بجنسہ
نقل کرتے ہین، فہرست مین اس کا نمبر ۵۷۰۱ (پانچہزار سات سو ایک) ہے اور صفحہ ۳۲۶ پر درج ہے:-

Abdal Rahmanal-Nasir O nasirli di Al-
lah al Umevi Califfo O Omayyade di Sp-
ayna: 300-350-Amari. Biblo. 108, 169;
Khaldun Berl III, 213, 231, MaraKushi 28
Idrisi Africa 209 Qifeli 359, lin, 1 Maqqari
Dozy 102, 191, 213 ec: Index 881; Natices et Extr-
acts. XII, 543, 555. e segg; Idrisi Janbent 60
Casiri II 37, 103, 200 Gayongos II 133-155, 324
e segg: Cfr. Index X CVI; Dimašgi 242. De

Sacy Chrest. II 295 Mahasin II 189, 281, 328
359. 360 Fragmulkol. Ar 225 Qartas 54, II, 61.
26; Dubbi, 137. 170. 177. 190. 195. 215. 217. 226.
217. 225. 227. 260, 269, 294, 301, 302, 312.
342, 355, 364, 440, Suter, 62, 69, 205. Cfr Ab-
dalrahman III b Muh. b. Abdullah b Muh Iece

اس کے بعد صفحہ ۴۶۸ پر یہی نام اس طرح درج ہے:-

Abda'Rahman II. b. Muh. b Abdullah. b
Muh. b. AbdarRaman II. b. Al Hakam b Hišam
I b AbdalRahman I al Umawi al Qurtabi
al marwani al Khalifahal Nasir li din
Allah = Abul MuTrrife.

ہم ان ہر دو اندراجات کو ذیل مین ترجمہ کرکے نقل کرتے ہین اور پہلے اندراج مین جو حوالجات مختصر اور معینہ د
معہود ہ شکل مین دیے ہوئے ہین ان کی پوری تشریح کیے دیتے ہین،

عبدالرحمن الناصر یا ناصر لدین اللہ اموی خلیفہ اموی ہسپانیہ ۳۰۰ تا ۳۵۰ھ

(حالات کے لئے دیکھو حسب ذیل کتب):-

Amari Bibl. = Bibliateca. Arabo-Sicula
raccolta da Michele Amari, versione ita-
liana Rome, 1880-81.

(یعنی مجموعہ کتب متعلق تاریخ عرب صقلیہ (ترجمہ اطالوی) جنھیں امری نے روما میں سنہ ۱۸۸۰ء و سنہ ۱۸۸۱ء میں شائع

کیا) بر صفحات ۱۰۸ و ۱۶۹ -

(2) Khaldun Berb. = Histoire des Berberes et des dynasties Musulmanes de l'Afrique septentrionale par ibn Khaldoun traduite p. M. le baron de Slane voll. 4 Alge 1852, 1856

(یعنی تاریخ بربر و مسلمان فرمانروایانِ افریقہ شمالی مصنفہ ابن خلدون مترجمہ موسیو دی سلان ۴ جلد

مطبوعہ الجزائر سنہ ۱۸۵۲ء - سنہ ۱۸۵۶ء) بر صفحات ۲۱۲ و ۲۳۱ جلد سوم۔

کتاب المعجب فی اخبار اہل المغرب مصنفہ عبد الواحد المراکشی = Marakushi (3) متوفی سنہ ۶۲۰ھ

جسے ڈوزی (DOZY) نے سنہ ۱۸۸۱ء میں لائیڈن سے شائع کیا، بر صفحہ ۲۸

انتخاب از نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق۔ Idrisi Africa (4) مصنفہ

ادریسی متوفی سنہ ۵۶۰ھ جسے ڈوزی اور دی غویہ نے لائیڈن سے سنہ ۱۸۶۶ء میں شائع کیا، بر صفحہ ۲۰۹،

تاریخ الحکماء مصنفہ ابن القفطی متوفی سنہ ۶۴۶ھ مطبوعہ = Qifti (5) لائپزگ سنہ ۱۹۰۳ء بر صفحہ

۵۹ ۳، سطر ۱،

نفح الطیب (تاریخ اندلس) مصنفہ = Maqqary dozy (6)

المقری متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ جسے ڈوزی وغیرہ نے دو جلدوں میں سنہ ۱۸۵۵ء - سنہ ۱۸۶۰ء میں شائع کیا، بر صفحات ۱۰۲ و ۱۹۱ و ۲۱۳ و مابعد: انڈکس

7 Notices = Notices et Extraits des Manuscripts de la Bibliothique Nationale Paris 1887-1910

(یعنی تعلیقات و انتخابات منتخبہ از نسخہائے کتب خانہ قومی پیرس مطبوعہ سنہ ۱۸۸۷ء - سنہ ۱۹۱۰ء) جلد ۱۲ صفحات ۴۲۵ و

۵۵۵ مابعد،

فرانسیسی ترجمہ ادریسی مع حواشی مترجمہ جوبر پیرس (8) Idrisi Jaubert

سنہ ۱۸۳۶ء - سنہ ۱۸۴۰ء بر صفحہ ۲،

(9) Casiri = Bibliotheca Arabico Hispana Escurialensis opus Mich Casiri Matrite 1760-1770 2 voll

(مجموعہ کتب متعلق عرب ہسپانیہ موجودہ اسکوریال جنھیں کاسری نے میڈرڈ (مجریط) سے سنہ ۱۷۶۰ء تا سنہ ۱۷۷۰ء

میں ۲ جلد میں شائع کیا۔) بر صفحات ۲، ۱۰۳ و ۲۰۰،

(10) Gayangos II = جلد دوم تاریخ نفح الطیب بر صفحات ۱۳۳-۱۵۵:

و ۲۲۴ و مابعد و انڈکس صفحہ ۴۹۰،

(11) Dimashqi نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر مصنفہ ابو عبد اللہ محمد الدمشقی۔

متوفی سنہ ۷۲۷ھ مطبوعہ سینٹ پیٹرسبرگ سنہ ۱۸۶۶ء بر صفحہ ۲۴۲۔

(12) De Sacy chrest = Chrestomathie Arabe Par. M. le Baron Silvestre de Sacy II me Edition, Paris, 1826, 1827, 3 voll

(منتخبات از کتب عربیہ جنھیں دی ساسی نے شائع کیا، طبع دوم پیرس سنہ ۱۸۲۶ء و سنہ ۱۸۲۷ء ۳ جلد) جلد دوم بر صفحہ ۲۹۵:

(13) Mahasin النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ (مطبوعہ لائیڈن سنہ ۱۸۵۵ء - سنہ ۱۸۶۱ء

مصنفہ ابو المحاسن ابن تغری بردی متوفی سنہ ۸۷۴ھ)۔ بر صفحات ۱۸۹ و ۲۸۱ و ۳۲۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰

(14) Fraq. Hist. Ar. = Fragmenta Historicorum Arabicorum = (منتخبات تواریخ عربیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۹ء - سنہ ۱۸۷۱ء ۲ جلد) بر صفحہ ۲۵۸،

(یعنی مجموعۂ کتب متعلق تاریخ عرب صقلیہ (ترجمۂ اطالوی) جنھین امری نے روما مین سنہ ۱۸۸۱ء مین شائع کیا) بر صفحات ۱۰۸ و ۱۶۹ -

(2) Khaldun Berb. = Histoire des Berberes et des dynasties Musulmanes de l'Afrique septentrionale par ibn Khaldoun traduite p. M. le baron de Slane voll. 4 Alge 1852, 1856

(یعنی تاریخ بربر و مسلمان فرمانروایانِ افریقہ شمالی مصنفہ ابن خلدون مترجمہ موسیو دی سلان ۴ جلد مطبوعہ الجزائر سنہ ۱۸۵۲ء، سنہ ۱۸۵۶ء) بر صفحات ۲۱۲ و ۲۳۱ جلد سوم۔

کتاب المعجب فی اخبار اہل المغرب مصنفہ عبدالواحد المراکشی = (3) Marakushi متوفی سنہ ۶۲۰ھ جسے ڈوزی (DOZY) نے سنہ ۱۸۸۱ء مین لائیڈن سے شائع کیا، بر صفحہ ۲۸

انتخاب از نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق۔ (4) Idrisi Africa مصنفہ ادریسی متوفی سنہ ۵۶۰ھ جسے ڈوزی اور دی غویہ نے لائیڈن سے سنہ ۱۸۶۶ء مین شائع کیا، بر صفحہ ۲۰۹،

تاریخ الحکما، مصنفہ ابن القفطی متوفی سنہ ۶۴۶ھ مطبوعہ (5) Qifti لائپزگ سنہ ۱۹۰۳ء بر صفحہ ۳۵۹، سطر ۱،

نفح الطیب (تاریخ اندلس) مصنفہ (6) Maqqary dozy المقری متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ جسے ڈوزی وغیرہ نے ۴ جلدون مین سنہ ۱۸۵۵ء تا سنہ ۱۸۶۰ء مین شائع کیا، بر صفحات ۱۰۲ و ۱۹۱ و ۲۱۳ و مابعد: انڈکس طبع

7 Notices = Notices et Extraits des Manuscripts de la Bibliothique Nationale Paris 1887-1910

(یعنی تعلیقات و انتخابات منتخبہ از نسخہائے کتب خانہ قومی پیرس مطبوعہ سنہ ۱۸۸۷ء تا سنہ ۱۹۱۰ء) جلد ۱۲ صفحات ۵۲۴ و

۵۵۵ مابعد،

(8) Idrisiyanbert فرانسیسی ترجمۂ ادریسی مع حواشی مترجمہ جوبر پیرس سنہ ۱۸۳۶ء، سنہ ۱۸۴۰ء بر صفحہ ۴۰

(9) Casiri = Bibliotheca Arabico Hispana Escurialensis opus Mich Casiri Matrite 1760-1770 2 voll

(مجموعۂ کتب متعلق عرب ہسپانیہ موجودہ اسکوریال جنھین کاسری نے میڈرڈ (مجریط) سے سنہ ۱۷۶۰ء سنہ ۱۷۷۰ء مین ۲ جلد مین شائع کیا۔) بر صفحات ۳۲، ۱۰۳ و ۲۰۰،

(10) Gayangos II = جلد دوم تاریخ نفح الطیب بر صفحات ۱۳۳-۱۵۵، و ۲۲۴ و مابعد و انڈکس صفحہ ۹۴،

(11) Dimashqi نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر مصنفہ ابو عبداللہ محمد الدمشقی۔ متوفی سنہ ۷۲۷ھ مطبوعہ سینٹ پیٹرسبرگ سنہ ۱۸۶۶ء بر صفحہ ۲۴۲۔

(12) De Sacy chrest = Chrestomathie Arabe Par. M. l. Baron Silvestre de Sacy II me Edition, Paris, 1826, 1827, 3 voll

(منتخبات از کتب عربیہ جنھین دی ساسی نے شائع کیا، طبع دوم پیرس سنہ ۱۸۲۶ء و سنہ ۱۸۲۷ء ۳ جلد) جلد دوم بر صفحہ ۲۹۵؛

(13) Mahasin النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ (مطبوعہ لائیڈن سنہ ۱۸۵۵ء، سنہ ۱۸۶۱ء مصنفہ ابوالمحاسن ابن تغری بردی متوفی سنہ ۸۷۴ھ)۔ بر صفحات ۱۸۹ و ۲۸۱ و ۳۲۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰

(14) Fraq. Hist. Ar. = Fragmenta Historicorum Arabicorum = (منتخبات تواریخ عربیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۹ء، سنہ ۱۸۷۱ء ۲ جلد) بر صفحہ ۲۵۸،

(15) Qantas = روض القرطاس فی اخبار ملوک المغرب مطبوعہ ۱۸۴۳ء برصفحہ ۵۴،

و جلد دوم صفحہ ۱۶ و ۲۴،

(16) Dabbi = کتاب بغیتہ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس مصنفہ احمد بن یحیٰی

الضبی متوفی ۵۹۹ھ مطبوعہ میڈرڈ ۱۸۸۵ء - برصفحات ۱۳۷، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۹۰، ۱۹۵ و ۲۱۵ و ۲۱۷ و ۲۲۵ و ۲۲۷ و

۲۴۶ - ۲۶۹ و ۲۹۴ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۱۲ و ۳۴۲ و ۳۵۵ و ۳۵۵ و ۳۶۴ و ۴۴۰،

(1) Suter = Die Mathematiker und Astronomer der Araber und ihre werke. v. H. Suter, Leipzig 1900

(یعنی تاریخ عرب علماے ریاضی و ہیئات و تصانیف علماے مذکور مصنفہ سوٹر مطبوعہ لائپزگ ۱۹۰۰ء) برصفحات

۶۲ و ۶۹ و ۲۰۵،

دوسرا اندراج حسب ذیل ہے:-

"عبدالرحمن ثالث بن محمد بن عبداللہ بن محمد اول بن عبدالرحمن ثانی بن الحکم بن ہشام اول بن عبدالرحمن

اوّل الاموی القرطبی المروانی الخلیفہ الناصر لدین اللہ، ابو المطرف متوفی ۳۵۰ھ،

ہم معذرت چاہتے ہین کہ ہم نے ناظرین کے چند لمحے اس انتخاب اور اس کی تفصیل کو درج کرکے لئے ہین،

جو لوگ تاریخی تحقیقات کی دشواریون سے آگاہ ہین وہ اس کتاب کی جانکاہی اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ

کر سکتے ہین، نیز محققین اور طلباء کو مطالعہ اور تحقیقات مین جو امداد اس سے مل سکتی ہے وہ بھی ظاہر ہے،

اس "فہرست کبیر" کی تکمیل بھی اسلامی تاریخ کے متعلق ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا، موسستہ مین تخمیناً دو

لاکھ سے زیادہ اسماء کی فہرست اس طریق پر تیار ہو چکی ہے، اس فہرست مین مغربی ممالکِ اسلام ہی کے اسماء و

اعلام جمع کئے گئے ہین، مشرقی ممالک (ہندوستان وغیرہ) اس فہرست مین شامل نہین ہین، کیا اچھا ہو کہ

ہمارے ملک کی کوئی علمی جماعت اس کام کو اسی طریق پر شروع کرکے مشرقی ممالکِ اسلام کے اسماء الرجال وغیرہ

کی فہرست مرتب کر دے،

کائتانی نے تاریخ کبیر کی تصنیف کے دوران مین اس بات کا اندازہ کیا کہ اس پیمانہ پر وہ اپنی ساری

عمر مین بہت تھوڑے زمانہ کی تاریخ لکھ سکے گا، اور اگر اموی عہد بھی ختم ہو جائے تو بہت بڑی بات ہوگی،

جو معلومات اور مواد کائتانی نے جمع کر لیا تھا وہ اس دور سے بہت آگے تک پہنچ چکا تھا، اس لیے اس نے ایک

اور کتاب کی بنیاد ڈالی جس کا نام Chroniographia Islamica ہے،

یہ کتاب تاریخِ اسلام کو ملخص اور مختصر طریق پر پیش کرتی ہے، جس مین سنہ وار واقعات اور ان کے متعلق

حوالجات اور ہر سنہ کے اخیر مین مشاہیر کے اسماء اور وفیات مع فہرستِ مصادر و مآخذ دیے گئے ہین، اس کتاب

کے بھی بڑی تقطیع پر ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات عہد اموی کے اخیر یعنی ۱۳۲ھ تک شائع ہو چکے ہین، اور بنو عباس

کے عہد کے ابتدائی بارہ سال ۱۴۴ھ تک کی تاریخ چھوٹی تقطیع پر بطور جدید سلسلہ کے تاریخ عام ممالک ملحقہ بحر الروم

Cronografia Generale Lal Bacino del Mediterraneo;

کے نام سے ۱۹۲۶ء مین چھپی ہے، اس جدید سلسلہ میں جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے علاوہ ممالکِ اسلام کے

اُلی کے واقعات بھی شامل کئے گئے ہین، یہ کتاب محققینِ تاریخ اسلام کو بڑی مدد دے گی، بنو عباس کے عہد تک اس

کتاب کے لیے مواد فراہم ہو کر موسستہ مین رکھا ہوا ہے، جو دو سو چوبی کشتیون مین مرتب ہے، ہم امید کرتے ہین کہ

یہ کتاب جسے ہم آیندہ تاریخ صغیر سے موسوم کرینگے کئی صدیون تک پہنچ جائے گی،

"تاریخ کبیر" (Annali) "تاریخ صغیر" (Chronographia)

"فہرست کبیر" (Onomasticon) کے علاوہ کائتانی نے دو جلدین "مقالات متعلق تاریخ شرقی"

Studi di Storia Orientale کے نام سے شائع کی ہین جنہین عرب قبل اسلام

و پیغمبرِ اسلام اور خلیفۂ اوّل کے متعلق نہایت فاضلانہ مضامین لکھے ہین، ان کے علاوہ کائتانی نے اور بھی مضامین

لکھے ہین اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم کے چند جلدین گب میموریل فنڈ (Gibb Memorial Fund) کی مطبوعات مین قسطنطنیہ کے ایک معتبر قلمی نسخہ سے عکس لیکر انگریزی دیباچہ اور خلاصہ کے ساتھ شائع کی ہین،

ہمین اعتراف ہے کہ ان تمام تصانیف و مقالات و مباحث مین کائتانی کا نقطۂ نظر ایک مستشرق اور آزاد خیال غیر مسلم کا ہے اور اس کے افکار و آرار اور تقریون سے ہمین اختلاف کرنے کے بہت سے موقع ہین، لیکن باوجود ان تین اور ناگزیر امور کے اسلامی تاریخ کے مسلم و غیر مسلم محققین کائتانی کی فراہم اور مرتب کی ہوئی معلومات اور نیز اس کے خیالات و افکار سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہین اور جو فاضلانہ و محققانہ انداز اس نے اختیار کیا ہے، اس سے بہت کچھ سبق لے سکتے اور مستفید ہو سکتے ہین، اور یہ بھی ماننا پڑیگا کہ کائتانی کو اسلامی تاریخ سے غیر معمولی شیفتگی ہے اور وہ اسلام کے وجود کو انسانی ترقی کا ایک قیمتی عنصر قرار دیتا ہے، اور برخلاف بعض تنگ خیال مصنفین کے اسلامی تحریک کے نشو و نما کو تاریخ کا محض بربادکن واقعہ قرار نہین دیتا، وہ اسلامی تمدن کو دنیا کے بہت سے اعلیٰ اور عمدہ تمدنون کا مخزن و مجموعہ بتلاتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اسلام کی بدولت دنیا کی تاریخ ایک بڑے قعر مذلت و تاریکی سے روشنی اور ترقی کی فضا مین پہنچ گئی، یورپ کے بعض مستشرق اپنے معیار سے کائتانی کو اسلامی تاریخ کے بارہ مین معمول سے زیادہ ہمدرد پاتے ہین، بہرحال کائتانی کی خدمات ہرطرح ہمارے شکریہ اور احسانمندی کی مستحق ہین،

تصانیف و تالیفات کے علاوہ کائتانی کا ایک دوسرا عظیم الشان کارنامہ موسسۂ کائتانی (La Fondazione Caetani) ہے، اس موسسہ کا اٹلی کے قدیم ترین و بزرگترین مجمع علمی اکادیمیہ لنچائی الملکیہ واقع روما (R. Accademia Nazionale dei Lincei Roma) سے الحاق ہے، اس موسسہ کو کائتانی نے جنگ کے بعد اپنے صرف خاص سے تعمیر کرایا اور قائم کیا ہے، اور اس مین کائتانی کا بیش قیمت کتبخانہ منتقل ہو گیا ہے،

اس موسسہ کا مقصد مباحث تاریخ و تمدن اسلامی کی تحقیقات کو ترقی دینا ہے، موسسہ کا انتظام حسب ذیل حضرات کے ہاتھ مین ہے جو اٹلی کے مباحث اسلامی سے تعلق رکھنے والے بہترین مستشرق سمجھے جاتے ہین،

لیونے کائتانی (Leone Caetani) صدر

کارلو الفانسو نالینو (Carlo Alfonso Nallino) سکریٹری

ممبران:
- لوئیگی بونیلی، Luigi Bonelli
- کارلو کونٹی راسینی Carlo Conti Rossini
- گوئیڈی، I. Guidi
- داود سانٹی لانا، David Santillana
- انسٹو اسکیاپریلی، Ernesto Schiaparelli

گبرئیلی، G. Gabrieli لائبریرین

ان میں سے گبرئیلی اکادیمیہ کا امین ہے، علاوہ فہرست کبیر مین کائتانی کا شریک کار ہونے کے ۔۔ کائتانی کی فرمائش سے صفدی کی کتاب وافی بالوفیات کا (جو کہ عربی زبان مین تذکرۂ مشاہیر کے متعلق غالباً سب سے ضخیم کتاب ہے اور جو مکمل حالت مین کسی جگہ دستیاب نہین ہوتی، لیکن کائتانی نے اس کے منتشر اجزاء عکس لیکر اپنے یہان جمع کئے ہین) ایک انڈکس بنایا ہے، جس کا حرف "ا" کا حصہ ١٩١٦ء مین "فہرست ہجی جملہ اسماء مشاہیر مندرجہ کتاب وافی بالوفیات صفدی" (Indice Alfabetico di Tutte le Biografie Contenute nel Wafi bil Wafiyat di Al Safadi) کے نام سے شائع ہو چکا ہے،

اس کے علاوہ گبرئیلی کی ایک دوسری بیش قیمت "فہرست کتب اسلامیہ" (Manuale di Bibliografia Musulmana) ہے۔

جس مین مباحثِ اسلام کے متعلق کتب خانون مستشرقین درسائل و اخبارات وغیرہ کا تذکرہ ہے، اس کتاب کی
جلد اول ۱۹۱۶ء مین شائع ہوئی ہے،

استاگوئیڈی جامعہ مصریہ مین، اسلامی تاریخ وجغرافیہ پر لکچر دے چکے ہین، اور اس سے پہلے ۱۹۰
مین "اغانی" کی مبسوط فہرست شائع کرچکے ہیں، فقہ مالکی مین خلیل کی مشہور کتاب "المختصر" کے ابواب متعلق عبادا
وغیر کا ترجمہ مع حواشی اٹالین مین لکھا ہے، اس کتاب کے ابواب متعلق معاملات کا ترجمہ و حواشی سانٹی لانا نے مکمل
اسکیا پریلی فقہ اسلامی کا ایک بلند پایہ محقق ہے .

نالینو اسلامی تاریخ ادب اور بالخصوص علوم ریاضیہ کا بہترین مستشرق عالم ہے، وہ البتانی کی زیچ کا
مع لاطینی ترجمہ وحواشی کے شائع کرچکا ہے، اور اسلامی علم ہیأت کی تاریخ پر جامعہ مصریہ مین نہایت قیمتی لکچر
دے چکا ہے، جو علم الفلک عند العرب کے نام سے ۱۹۱۱ء مین روما مین چھپ چکے ہین،

الغرض اٹلی کے سربرآوردہ مستشرقین کی یہ جماعت موسسہ کا تانی کی منتظم ہے، اس وقت ہمارے سا
اس موسسہ کے حالات اور فہرستِ مخطوطات کے متعلق ایک کتاب پیش نظر ہے جو غبریلی امینِ کتبخانہ موسسہ نے
۱۹۲۶ء مین La Fondazione Caetani per gli
studi Musulmani Notizie della sua
Istituzione e Catalogo dei Suoi Mss Orientali
کے نام سے تقریباً ایک سو صفحہ مین شائع کی ہے، اس کتاب کی ایک جلد ازراہِ مہربانی گبریلی موصوف نے کچھ عرصہ
ہوا ہمین ہدیۃً ارسال کی تھی، ہم چاہتے ہین کہ اس کتاب سے جوکہ اٹالین زبان مین ہے موسسہ کے علمی پروگرام
اور بعض نادر قلمی وعکسی کتابون کے حالات ناظرین کی خدمت مین پیش کرین،

سیاحت اور مطالعہ کے دوران مین کا تانی نے بہت سی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابین اسلامی تاریخ جغرافیہ
ادب اور تمدن کے متعلق فراہم کین اور برلن، پیرس، وائنا، لندن، آکسفورڈ، قسطنطنیہ، قاہرہ، تونس وغیرہ کے

کتب خانون سے ان مضامین پر نادر قلمی کتابون کے عکس فوٹوگراف کے ذریعہ سے طیار کرائے، فروری ۱۹۱۹ء مین
کا تانی نے اس موسسہ کو قائم کرنے اور اس کا الحاق اکادیمیہ لنچائی سے کرنے کی اسکیم بنائی، جس کا باضابطہ نفاذ شروع
جنوری ۱۹۲۰ء سے ہوگیا، اپنے صرف خاص سے کا تانی نے موسسہ کے لیے عمارت بنوائی اور ایک لاکھ لیرا (تقریباً
دس ہزار روپیہ) موسسہ کے لیے عطیہ کے طور پر دیا، آئین اساسی کے رو سے موسسہ کے حسب ذیل علمی فرائض و مقاصد
قرار پائے،

(۱) تاریخ، جغرافیۂ تاریخی، مذہب، فلسفہ، ادب ودیگر علوم اسلامیہ کے متعلق عربی اور فارسی کتب کے
متون وتراجم کی طباعت واشاعت،

(۲) ایسی عربی اور فارسی کتابون کے متون وتراجم کی طباعت واشاعت جن سے مباحثِ بالا پر روشنی پڑے،

(۳) کتبات وسکہ جات، وقدیم اسناد ودستاویزات کی نقول وتنقید،

(۴) دیگر نوادر علمیہ متعلقہ مباحث مذکورۂ بالا،

فی الحال موسسہ کے لائحہ عمل مین حسب ذیل کتب کی اشاعت ہے، اس فہرست مین وقتاً فوقتاً
حسب صواب دید اضافے ہوتے رہین گے،

(Cronologia Musalmana) یعنی کا تانی کی "تاریخ صغیر"
(یعنی Chrongraphien) کا ملخص بحذف حوالجات،
اس کتاب کا جزو اول متعلق سنہ ۱ لغایت ۱۳۲ھ ۱۹۲۳ء مین روما سے شائع ہو چکا ہے.

(۵) "تاریخ صغیر" کا دوسرا مرمہ ایڈیشن، اس کا جزو اول جس مین عہد عباسیہ کے ابتدائی دوازدہ سالہ
تاریخ ہے شائع ہوچکا ہے،

(۶) القاسم بن ابراہیم الحسنی (متوفی مابین ۲۴۶ء و ۲۶۱ھ) کی کتاب "الرد علی ابن المقفع"، یہ مصنف دوسری
صدی ہجری کا ہے اور یہ کتاب مباحثہ دینی کی قدیم ترین تصنیف ہے، (اس مصنف کی کتاب الرد علی النصاریٰ"

اس سے قبل شائع ہو چکی ہے) گویڈی اس کا متن درست کریگا،

(۴) بعض حصص رحلۃ (سفرنامہ) ابن الطیب الفاسی (ما بین سنہ ۱۶۲۹ء۔ سنہ ۱۷۳۱ء از مراکش تا مکہ،

(۵) ابن الکلبی کی کتاب الجمہرہ جو کہ انساب عرب کے متعلق قدیم ترین تصانیف میں ہے، یہ مصنف دوسری صدی ہجری کے نصف اخیر میں تھا، اس کا متن ڈیلا ویڈا (استاد جامعہ روما، (Georgio Levi Della Vida) درست کرینگے،

(۶) دیوان البلنُوبی (بہ فتح لام مشدد و نون مضموم) یہ دسوین صدی عیسوی کا صقلیہ (سسلی) کا عربی شاعر ہے، اسکیاپریلی نے اس کے متن کی تصحیح کی ہے،

(۷) الواقدی کی کتاب المغازی،

(۸) رحلۃ التیجانی مصنفہ سنہ ۱۳۱۰ء (طرابلس و تونس کی سیاحت)

(۹) جغرافیۃ الادریسی مصنفہ سنہ ۱۱۵۴ء مع نقشہ جات موجودہ نسخہ ہاے اکسفورڈ و پیرس،

(۱۰) تحفۃ الترک مصنفہ ابراہیم بن علی الطرسوسی مصنفہ سنہ ۱۳۵۱ء مطابق نسخہاے پیرس و برلن،

(۱۱) محمد بن ابراہیم الجماعہ کی مختصر تحریر الاحکام فی تدبیر ملۃ الاسلام، یہ کتاب ملک الاشرف (سنہ ۱۲۹۰ء - سنہ ۱۲۹۳ء) کے لیے لکھی گئی تھی، اس کا ایک نسخہ برلن مین ہے،

(۱۲) بعض کتب زیدیہ کے انتخابات، مثلاً کتاب المصابیح مصنفہ ابو العباس احمد بن ابراہیم الحسنی (سنہ ۱۰۰۰ء) وکتاب البحر الزخار مصنفہ احمد بن یحیٰی بن المرتضیٰ (متوفی ما بین سنہ ۱۴۳۶ء و سنہ ۱۴۳۷ء)

(۱۳) مجمع البحور و مطلع البدور مصنفہ ابن ابی الرجال (متوفی سنہ ۱۶۹۵ء) جس مین تخمیناً تیرہ سو ۱۳۰۰ مشاہیر یمن کے حالات ہین،

(۱۴) کتاب الحیوان وکتاب البیان الجاحظ کی فہرستین (اعلام و اماکن وکتب وغیرہ)

(۱۵) ترجمہ کتاب الفرق بین الفرق مصنفہ عبد القاہر بن طاہر البغدادی (متوفی ما بین سنہ ۱۰۳۷ء و سنہ ۱۰۳۸ء)

(۱۶) ترجمہ بعض حصص کتاب الملل ابن حزم (متوفی سنہ ۱۰۶۴ء)

(۱۷) ترجمہ ملخص بعض حصص کتاب علم ہیئات مصنفہ حبش (الحاسب) متوفی دہم صدی عیسوی جسکا واحد نسخہ برلن مین ہے،

و (۲) القانون المسعودی مصنفہ البیرونی (متوفی سنہ ۱۰۴۸ء) جس کے نسخے برلن، اوکسفورڈ (و نیز علی گڈہ وکلکتہ و بمبئی) مین ہین، و (۳) کتاب ابن یونس متوفی سنہ ۱۰۰۹ء جس کے نسخے لائیڈن و پیرس مین ہین،

(۱۸) عبد الرحمن بن احمد بن الرجب متوفی سنہ ۱۳۹۳ء کی کتاب طبقات الحنابلہ، اس کے نسخے قسطنطنیہ و لائپزک مین ہین،

(۱۹) علی بن ابی القاسم البیہقی کی کتاب تاریخ حکماء الاسلام (مصنفہ سنہ ۱۱۵۸ء) اس کا نسخہ برلن مین ہے،

(۲۰) محمد بن محمود الشہرزوری کی کتاب روضۃ الافراح و نزہۃ الارواح، تیرہوین صدی کی تصنیف ہے، متعدد نسخے ہین،

(۲۱) اخیر اجزاے کتاب تاریخ الدول والملوک مصنفہ ابن الفرات (متوفی ما بین سنہ ۱۴۰۴ء و سنہ ۱۴۰۵ء) از ابتداے سنہ ۱۲۶۰ء لغایت سنہ ۱۳۹۹ء اس کے نسخے وائینا اور ویٹکن (روما) مین ہین،

(۲۲) البدایہ والنہایہ ابن الکثیر (متوفی ما بین سنہ ۱۳۷۲ء و سنہ ۱۳۷۳ء) اخیر اجزا از سنہ ۱۲۶۰ء لغایت سنہ ۱۳۶۷ء اس کے نسخے وائنا، گوتھا، بوڈلین و پیرس مین ہین،

(۲۳) الہمدانی (متوفی ما بین سنہ ۹۴۵ء و سنہ ۹۴۶ء) کی کتاب الاکلیل، یہ جغرافیہ و آثار قدیمہ[1] کے متعلق نہایت قیمتی کتاب ہے، اور اس کے نسخے برٹش میوزیم، برلن وابیروسیانا کے کتب خانون مین موجود ہین،

(۲۴) المقریزی (متوفی ما بین سنہ ۱۴۴۱ء و سنہ ۱۴۴۲ء) کی کتاب السلوک لمعرفۃ دول الملوک کے اخیر اجزا سنہ ۱۴۱۵ء لغایت سنہ ۱۴۴۲ء۔ اس کے نسخے برٹش میوزیم و پیرس مین ہین،

[1] معارف:- یمن کے جغرافیہ و آثار قدیمہ کے ساتھ مخصوص ہے، اس کا مختصر حصہ مولر نے پہلے شائع کیا ہے،

(۲۵) تکمیل فہرست اسماء و اعلام کتاب الوافی بالوفیات جس کا حرف اے (A) کا انڈکس غبریلی کائتانی کی فرمایش سے شایع کرچکا ہے،

(۲۶) النویری (متوفی مابین سنہ ۱۳۳۲ و سنہ ۱۳۳۳ء) کی ضخیم کتاب نہایۃ الارب کا فن پنجم متعلق تاریخ،
(اس نفیس کتاب کا ایک عمدہ ایڈیشن حال ہی مین مصر کے مطبع دار الکتب سے شائع ہونا شروع ہو گیا ہے، اور امید ہے کہ کچھ عرصہ مین مکمل کتاب شائع ہو جائے گی،)

(۲۷) ابن فضل اللہ العمری (متوفی مابین سنہ ۱۳۴۸ء و سنہ ۱۳۴۹ء) کی کتاب مسالک الابصار فی ممالک الامصار،
(اس کتاب کی طباعت بھی مصر کے مطبع دار الکتب سے شروع ہو گئی ہے،)

(۲۸) کتاب الاغانی مصنفہ الاصفہانی کی فہرست ہاے مزید۔ اس سے قبل سنہ ۱۹۰۰ء مین گوئیڈی نے ایک انڈکس شعراء، بحور، اسماء تاریخی و جغرافیائی کا شائع کیا تھا، مزید فہرست مین راویون مصنفون، محدثون کی فہرست اور ان کتابون کی فہرست جنکا ذکر کتاب الاغانی مین آیا ہے، اور نیز بعض اہم اطلاعات و ضرب الامثال کی فہرست ہوگی،

(۲۹) کتاب "اصابہ" ابن حجر کی فہرست جسمین حسب ذیل امور درج ہونگے،

(۱) اسماے صحابہ کرامؓ مع اسناد ابن سعد، الاستیعاب، واسد الغابہ ابن الاثیر و تجرید الذہبی،

(۲) اسماے مصنفین، شعراء و محدثین،

(۳) فہرست کتب متذکرۂ اصابہ،

(۴) فہرست اماکن و ایام عرب،

(۵) اسماے دیگر اشخاص،

(۶) اسماے قبائل

(۷) اقتباسات کلام مجید،

(۸) حل لغات مشکلہ،

(۳۰) فہرست نسبتہاے (قبیلہ مقام وغیرہ) ہر نسبت کی توضیح اور مستند مصنفون مثلاً السمعانی (مصنف "کتاب الانساب") ابن الاثیر (مصنف لباب) سیوطی (مصنف لب) قیسارانی، موسلی، کتاب المشتبہ، عبد الغنی (مصنف کتاب المؤتلف) یاقوت، ابن خلکان وغیرہ کے حوالجات، یہ فہرست ایک بڑی حد تک گبریلی کے زیر نگرانی طیار ہو چکی ہے اور موسسہ مین موجود ہے،

موسسۂ کائتانی کی مجوزہ مطبوعات کا فی الحال یہ پروگرام ہے جو اوپر درج کیا گیا ہے، ہم موسسہ کے مخطوطات، و قلمی و عکسی نسخون کا ذکر کرنا چاہتے ہین، سب سے مقدم اس غیر مطبوعہ مواد کا ذکر ہے جو "تاریخ کبیر" و "تاریخ صغیر" و "فہرست کبیر" کے متعلق جمع ہو چکا ہے،

تاریخ کبیر و تاریخ صغیر کا مواد سنہ وار مرتب ہے اور سنہ ۱ھ سے لیکر سنہ ۱۰۰۰ھ (سنہ ۶۲۲ء - سنہ ۱۵۹۱ء) تک تمام انتخابات و تراجم کم و بیش مکمل شکل مین مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابون سے جو عربی، فارسی، ترکی، قبطی، ارمنی و دیگر مشرقی زبانون سے کئے گئے ہین، و نیز حوالجات و اسناد تاریخی و جغرافیائی و تذکرات مشاہیر، جو کائتانی اور اس کے شرکاو احباب نے پینتیس برس کی لگاتار محنت کے بعد جمع کئے ہین موجود ہین، تاریخ کبیر کا مواد بنو امیہ کے اخیر عہد تک مکمل حالت مین ہے اور "تاریخ صغیر" کے جملہ حوادث و وفیات مع حوالجات و اسناد ۷ صدی ہجری یعنی مغلون کی یورش کے زمانہ تک سنہ وار مرتب ہو چکے ہین،

اسی سلسلے مین کائتانی کا کیا ہوا ابن الاثیر کا مکمل ترجمہ ہے، جس کے اکثر مسودے خود کائتانی کے قلم کے لکھے ہوئے ہین،

فہرست کبیر کے لیے اس وقت تک دو لاکھ سے زیادہ نام مع حوالون کے جمع ہو چکے ہین،

موسسہ کے قلمی نسخون کی تعداد سو سوا سو کے درمیان ہے اور عکسی کتابین سو مین جنمین سے بعض کی متعدد ضخیم جلدین ہین، ان عکسی نسخون کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نوادر کی حیثیت رکھتے ہین اور بعض کتابون کے

منتشر اجزاء، کو دنیا کے مختلف کتب خانوں سے لیکر یکجا کر دینے کی وجہ سے خاص طور پر اہم ہین، کچھ کتابین مکمل حالت مین سوائے موستہ کے دنیا کے کسی کتب خانہ مین نہین ہین،

قلمی کتابون مین فارسی و عربی ادب و تاریخ کی کتابین ہین، حافظ، سعدی، نظامی، صائب، عرفی وغیرہ کے دوادین و مثنویات کے متعدد نسخے ہین جنمین بعض نہایت عمدہ اور بعض مصور ہین، ان کے علاوہ بعض مطبوعہ تواریخ مثلاً اخوند میر کی حبیب السیر، حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ، غلام حسین خان کی سیر المتاخرین، تاریخ فرشتہ، تقی الدین ابوبکر بن حجہ متوفی سنہ ۸۳۷ھ (سنہ ۱۴۳۳ء) کی کتاب بلوغ المرام من سیرۃ ابن ہشام و روض الانف والاعلام" کے قلمی نسخے ہین، چند خاص نسخے حسب ذیل ہین:-

(۱) صفدی کی دافی بالوفیات کی ایک جلد، جس مین اس ضخیم کتاب کے مختلف مقامات سے انتخاب کی ہوئی ۸۸۲ سوانحعمریان درج ہین، یہ نسخہ کائتانی کو دمشق مین دستیاب ہوا تھا،

(۲) محمود بن مسعود الشیرازی متوفی سنہ ۷۱۰ء (سنہ ۱۳۱۲ھ) کی کتاب التحفۃ الشاہیہ علم ہیئات مین،

(۳) الہ داد فیضی (؟) کا اکبر نامہ،

(۴) ترجمۂ فارسی مہابھارت (جو اکبر کے حکم سے سنہ ۹۹۲ء (سنہ ۱۵۰۴ء) مین کیا گیا تھا)

(۵) ترجمۂ فارسی منشی پران،

(۶) ابن متویہ (ابو الحسن علی الواحدی متوفی سنہ ۴۶۸ھ (سنہ ۱۰۷۶ء) کی کتاب البسیط فی التفسیر کے بعض اجزاء،

(۷) خلاصۃ الذہب المسبوک مختصر من سیر الملوک سنہ ۸۶ھ (سنہ ۷۰۵ء) لغایت سنہ ۶۵۶ھ (سنہ ۱۲۵۸ء) ولید بن عبد الملک کے زمانے سے لیکر خلافت عباسیہ کے اخیر تک اس کتاب کو ابن جوزی کی مبسوط تاریخ منتظم سے عبد الرحمن سنبت[1] قینقو الاربلی (؟) نے مرتب کیا، یہ کتاب کائتانی کو ناللینو نے ہدیۃً دی تھی،

[1] معارف:- صحیح سنبط قینقو الاربلی نیز یہ کتاب ابن جوزی کی تاریخ منتظم سے نہین بلکہ ان کی کتاب الذہب المسبوک فی سیر الملوک کا خلاصہ ہے، جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہے، یہ کتاب سنہ ۱۸۸۵ء مین بیروت مین چھپ چکی ہے۔

(۸) ابن عطاء اللہ السکندری (تاج الدین ابو الفضل احمد بن محمد الشاذلی متوفی سنہ ۷۰۹ھ (سنہ ۱۳۰۹ء) کی کتاب "لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس (احمد بن عمر المرسی متوفی سنہ ۶۸۶ھ) و شیخ ابی الحسن (علی بن عبد اللہ بن الجبار الشاذلی متوفی سنہ ۶۵۶ھ) یہ دونون بزرگ اندلس سے تعلق رکھتے ہین،

اب ہم موستہ کے سب سے بیش قیمت خزانہ یعنی نادر عکسی نسخہائے کتب تاریخی کی طرف متوجہ ہوتے ہین، ذیل مین ہم نے اس مجموعہ کی بہترین کتابون کو انتخاب کیا ہے، اور کتاب کے اخیر مین اس مقام کا نام قوسین مین لکھدیا ہے جہان سے وہ کتاب عکس لیگئی ہے،

(۱) عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان مصنفہ محمود بن احمد العینی متوفی سنہ ۸۵۵ھ (سنہ ۱۴۵۱ء) من ابتدائے آفرینش لغایت سنہ ۸۵۰ھ (سنہ ۱۴۲۶ء) (پیرس)

(۲) فہرست اسماء علماء الشیعہ یعنی تکملۂ فہرست الطوسی (متوفی سنہ ۴۵۹ھ (سنہ ۱۰۶۷ء) مصنفہ علی بن عبید اللہ بن بابویہ القمی، (برلن)

(۳) کتاب انساب الاشراف مصنفہ احمد بن یحیی البلاذری متوفی سنہ ۲۷۹ھ (سنہ ۸۹۲ء) ناکمل جسمین بنوہاشم کا ذکر ہے، (پیرس)

ایضاً ناکمل (قسطنطنیہ)

(۴) کتاب الاعلام بحروب فی صدر الاسلام مصنفہ یوسف بن محمد البیاسی الاندلسی متوفی سنہ ۶۵۳ ہجری (سنہ ۱۲۵۵ء) ناکمل (قاہرہ)

(۵) اخبار الجلاد فی فتوح البلاد مصنفہ ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی سنہ ۸۸۵ھ (سنہ ۱۴۸۰ء) (پیرس)

(۶) چچ نامہ مصنفہ علی بن حامد متوفی قریب سنہ ۶۱۳ھ (مابین سنہ ۱۲۱۶ و سنہ ۱۲۱۷ء) متعلق فتوحاتِ سندھ (برٹش میوزیم)

(۷) کتاب العبر فی خبر من غبر مصنفہ الذہبی متوفی سنہ ۷۴۸ھ (سنہ ۱۳۴۸ء) وفیات مین ۲ جلد (پیرس)

(۸) کتاب معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار مصنفہ الذہبی (پیرس)

(۹) تاریخ الاسلام للذہبی ۱۲ جلد (پیرس، بوڈلین، گوتھا، اسٹراسبرگ، قاہرہ، کوپرولوزادہ قسطنطنیہ، برٹش میوزیم)

(۱۰) البلغہ فی تاریخ ائمۃ اللغہ مصنفہ محمد بن یعقوب الفیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ (۱۴۱۴ء) (برلن)

(۱۱) تاریخ الدول والملوک مصنفہ ابن الفرات (محمد بن عبدالرحیم) متوفی ۸۰۷ھ (۱۴۰۵ء) ناکمل من ۵۰۱ھ لغایت ۷۹۹ھ ۹ جلد (ویانا، ویٹکن)

(۱۲) کتاب المنتظم وملتقط الملتزم مصنفہ عبدالرحمن بن ابی الحسن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ (۱۲۰۰ء) ناکمل ۹ جلد (اباصوفیہ، گوتھا، بوڈلین، برٹش میوزیم)

(۱۳) کتاب مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان مصنفہ یوسف بن قزغلو بن الجوزی (المعروف بسبط ابن الجوزی) متوفی ۶۵۴ھ (۱۲۵۷ء)۔ ناکمل ۱۲ جلد (برٹش میوزیم، بوڈلین، پیرس، گوتھا، ییل یونیورسٹی امریکہ)

(۱۴) غرر السیر مصنفہ عبدالملک الثعالبی متوفی ۴۲۹ھ (مابین ۱۰۳۷ء و ۱۰۳۸ء) یا الحسین المرغانی (؟) (بوڈلین)

(۱۵) کتاب مختلف القبائل ومؤتلفہا مصنفہ محمد بن حبیب متوفی ۲۴۵ھ (۸۵۹ء) (عکس طبع ودستنفلڈ ۱۸۵۰ء)

(۱۶) نزہۃ الالباب فی الالقاب مصنفہ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۱۴۴۹ء) (برٹش میوزیم)

(۱۷) تقویم التواریخ (فارسی) حاجی خلیفہ (صاحب کشف الظنون) متوفی ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۸ء) (برٹش میوزیم)

(۱۸) تکملۃ تاریخ الطبری مصنفہ محمد بن عبدالملک الہمدانی متوفی ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) از ۲۹۵ھ لغایت ۴۸۷ھ (پیرس)

(۱۹) کتاب الامکنہ والمیاہ والجبال والآثار المذکورۃ فی الاخبار والآثار مصنفہ نصر بن عبدالرحمن الاسکندری متوفی ۵۶۱ھ (مابین ۱۱۶۶ء) (برٹش میوزیم)

(۲۰) الجمہرۃ فی النسب مصنفہ ہشام بن محمد الکلبی متوفی ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) ۲ جلد (برٹش میوزیم واسکوریال)

(۲۱) البدایہ والنہایہ مصنفہ اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۳۷۳ء) ناکمل دس جلد منجملہ حصوں کے صرف ۵ حصے دستیاب ہو سکے ہیں: حصہ اول قبل اسلام حصہ چہارم ۱۱ھ لغایت ۴۹ھ (۶۳۲ء، ۶۶۹ء) حصہ پنجم ۴۹ھ لغایت ۲۹۰ھ (۶۶۹ء، ۹۰۱ء) حصہ ہفتم ۶۱۵ھ لغایت ۷۴۶ھ (۱۲۱۸ء، ۱۳۴۵ء) (ویانا)

(۲۲) کتاب الاکمال فی المختلف والمؤتلف من اسماء الرجال، خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ (۱۰۷۰ء) کی کتاب مختلف کا تکملہ مصنفہ علی بن ہبۃ اللہ بن ماکولا متوفی قریب ۴۸۰ھ (۱۰۸۷ء) چھ جلد (قاہرہ، برٹش میوزیم، برلن)

(۲۳) تجارب الامم مصنفہ احمد بن محمد بن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) ۱۴ جلد (اباصوفیہ)

(۲۴) تاریخ سندھ مصنفہ محمد معصوم نامی (فارسی) (برٹش میوزیم)

(۲۵) تکملۃ الاکمال ابن ماکولا مصنفہ محمد بن عبدالغنی بن نقطہ متوفی ۶۲۹ھ (۱۲۳۱ء) حرف دال سے حرف ی تک ناکمل (برٹش میوزیم)

(۲۶) نہایۃ الارب فی فنون الادب (فن پنجم متعلق تاریخ) مصنفہ احمد بن عبدالوہاب النویری متوفی ۷۳۲ھ (۱۳۳۲ء) ۹ جلد (لائیڈن، ویٹکن، پیرس)

(۲۷) نہایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب مصنفہ احمد بن علی القلقشندی (مصنف کتاب صبح الاعشیٰ) متوفی ۸۲۱ھ (۱۴۱۸ء) (پیرس)

(۲۸) تاریخ افتتاح الاندلس مصنفہ محمد بن عمر بن عبدالعزیز بن القوطیہ الاندلسی متوفی ۳۶۷ھ (۹۷۷ء) (پیرس)

(۲۹) تاریخ مولد العلماء ووفیاتہم مصنفہ محمد بن عبداللہ الربعی متوفی ۳۷۹ھ (۹۸۹ء) مع تکملہ ۳۳۸ھ - ۴۸۵ھ (۹۴۹ء - ۱۰۹۲ء) مصنفہ عبدالعزیز بن احمد الکتانی متوفی ۴۶۶ھ (۱۰۷۴ء) (برٹش میوزیم)

(۳۰) الوافی والوفیات مصنفہ خلیل بن ایبک الصفدی متوفی ۷۶۴ھ (۱۳۶۳ء) ۲۲ جلد (والٹا، برٹش میوزیم، بوڈلین، ٹونس، پیرس، میڈرڈ، کاستانی)

(۳۱) تعلیق وفیات الاعیان مصنفہ فضل اللہ بن ابی الفخر الصقاعی (؟) (پیرس)

(۳۲) تاریخ مصنفہ عبد اللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۸۴۹ء) (برلن)

(۳۳) الاعلام یعنی ذیل تاریخ ذہبی ۷۴۱ھ لغایت ۸۰۶ھ مصنفہ قاضی شہبہ متوفی ۸۵۱ھ (۱۴۴۸ء) (پیرس)

(۳۴) طبقات الشافعیہ مصنفہ ابوبکر احمد بن قاضی متوفی ۸۵۱ھ (۱۴۴۸ء) (پیرس)

(۳۵) طبقات الصوفیہ مصنفہ محمد بن الحسین السُلمی متوفی ۴۱۲ھ (۱۰۲۱ء) (برلن)

(۳۶) بدائع الزہور فی وقائع الدہور مصنفہ السیوطی متوفی ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) ۲ جلد (پیرس)

(۳۷) طبقات الفقہا مصنفہ شمس الدین العثمانی الصفدی متوفی ہشتم صدی ہجری (پیرس)

(۳۸) تخلیص ہدایہ ابن الکثیر مصنفہ احمد بن ابی بکر الطبرانی متوفی ۳۳۵ھ (۹۴۶ء) جزو اخیر (پیرس)

(۳۹) مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان مصنفہ عبد اللہ بن اسعد الیافعی متوفی ۷۶۸ھ یا ۷۶۷ھ (یہ کتاب ذہبی وابن خلکان وابن سمرہ سے ماخوذ ہے) ۳ جلد (پیرس)

(۴۰) اخبار الدول مصنفہ علی بن ظافر بن الحسین الحلبی الازدی پیدایش ۵۶۷ھ (۱۱۷۱ء)

مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب کے علاوہ موسسہ میں ایک بہت بڑا ذخیرہ رسائل اور مشرقی مباحث کے متعلق ہر قسم کی رُوئداد وغیرہ کا ہے، جسمین اس نوعیت کی دنیا کے تمام مشہور رسائل وغیرہ موجود ہین جنکی فہرست بخوف طوالت نظر انداز کیجاتی ہے،

اب ہم موسسہ کاتانی کا تذکرہ ختم کرتے ہین اور اپنی قوم اور وطن کے ذی علم اور علم دوست اصحاب کی توجہ کاتانی کے ان عظیم الشان علمی و تاریخی خدمات کی طرف مبذول کرتے ہوئے امید کرتے ہین کہ وہ اسکی قابل تقلید مثال سے عملی سبق سیکھینگے اور غور کرینگے کہ اٹلی کے اس امیر کبیر نے اپنی دولت اور دماغ کو کس طرح ایک علمی کام کے لیے وقف کرکے دنیا کی علمی تاریخ مین زندگی جاوید حاصل کرلی ہے،

لہ معارف: یہ کتاب یورپ مین پہلے چھپ چکی ہی اور اب چار جلدون مین دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سے ۱۳۳۲ھ مین شائع ہوئی ہے،

ایک گمنام ہندو دکنی شاعر

از

منشی فاضل، تمکین کاظمی، ایم اے ایس بی، ایم آر اے ایس

حوادثِ زمانہ سے بعض دفعہ جواہر پارے تو کوڑہ کرکٹ مین چھپ جاتے ہین، اور معمولی نگینون کو ایسا نمایان مقام مل جاتا ہے کہ آفتابِ شہرت کی شعاعین انھین جگمگا دیتی ہین، اور ظاہر بین انھین پر ٹوٹ پڑتے ہین، سرزمین دکن مین سیکڑون شاعر پیدا ہوئے اور اپنے زمانہ مین کسی قدر شہرت حاصل بھی کی اور چل بسے، لیکن زمانہ نے انھین ایسا بھلایا کہ ان کا نام تک کوئی نہین جانتا، بعض گورکنون (محققینِ زبان اردو) نے بڑی ہی تلاش سے پرانی قبرون سے سیکڑون سال پہلے کے مُردون کی ہڈیان برآمد کی ہیں اور دنیاے ادب کو ان سے روشناس کرایا ہے، اسی گورکن جماعت کے رکن کی حیثیت سے ہم نے بھی بعض ڈھانچے اور غیر مکمل ہڈیان پرانی قبرون سے برآمد کی ہین،

کتبخانہ آصفیہ مین نمبر ۳۰۵ پر، "کلیاتِ ذرّہ"، مدت سے رکھا ہوا ہے، مگر کسی نے شاید دیکھا نہین، اور اگر دیکھا بھی ہو تو کچھ اعتنا نہین کی، ۴۴۴ صفحات پر غزلین، قطعات، مرثیے، سلام، رباعیات، وغیرہ نہایت ہی عمدہ خط مین لکھے ہوئے ہین ۱۲ سطری مسطر، بڑی تقطیع سرخ حاشیہ اور مقطع مین تخلص سرخی سے لکھا ہوا ہے، آخر مین (۴۸) صفحات پر فارسی کلام بھی ہے، مگر سنہ کتابت شروع مین ہے نہ ختم پر، صرف ایک جگہ، "ختم شد دیوانِ بالاجی نایک ذرّہ" لکھا ہوا ہے، اور بعض اشعار کچھ معلومات ہم پہونچاتے ہین،

تقریباً تمام مشہور اور غیر مشہور تذکرے ذرّہ کے ذکر سے خالی ہین، کسی نے ذرہ برابر بھی اس غریب سے اعتنا نہین کی، ناچار ہم اسکے حالات کی تحقیق اسکی دیوان کی روشنی مین کرنیکی کوشش کرتے ہین، بالاجی نایک نام، ذرّہ تخلص تھا، بارھوین صدی ہجری کے وسط سے آخر تک زمانہ تھا، ۱۱۹۳ھ تک کا قطعۂ تاریخ اس کے دیوان مین ہے، گویا ڈیڑھ سو برس کے قریب، اس پر گذر چکے ہین

دیوان مین رسا، ضیا، آزاد بلگرامی وغیرہ کا معاصرانہ تذکرہ ہے،

سارا کلیات دکھنی آب ورنگ کا مرقع ہے، دکن کے شعراء دکن کی صحبتون، تذکرون، اور جلسون وغیرہ کا بہت کچھ
تذکرہ کیا ہے، زبان بالکل دکھنی ہے،

غلغلے تیرے شعر کے ذرہ
اس دکھن سے ہین چوکھن مین آج

بالاجی نایک کے نام سے توصاف ظاہر ہے کہ وہ ہندو تھے، مگر یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان کے دیر وحرم ایک ہی چراغ سے روشن تھے، اور کفر و اسلام کی حدین باہم ملی ہوئی تھین، اس زمانہ مین حضرت اقدس[1] اس زمانہ کے ایک صاحبِ باطن بزرگ تھے یہ ذرہ اسی آفتاب کے پرتو سے چمک اٹھا تھا، کہتے ہین :-

زفیضِ حضرتِ اقدس کہا ہے ذرہ نے
عجب یہ باغ ہے، بلبل گیا سو پھر نہ پھرا

معلوم ہوتا ہے کہ اقدس کی تاثیرِ صحبت نے ذرہ کو بہت کچھ اسلامی رنگ مین رنگ دیا تھا چنانچہ ذرہ کے دیوان مین آپ حمد، نعت، منقبت سب کچھ اسی طرح پائین گے جس طرح ایک پکے مسلمان شاعر کے دیوان مین آپ دیکھ سکتے ہین

ے نام خدا کا جو مین دیوان کہونگا
لاشک ہے کہ موصوفِ انسان کہونگا

کیا خوب سعادت ہے کہون نعت نبیؐ کی
ہر حرفِ ثنا بیچ چون ریحان کہونگا

ے نام علیؓ وضع کرون دل ستی مضمون
کیا شک ہے کہ مین رشکِ گلستان کہونگا

حسنینؓ کی تعریف لکھون خونِ جگر سے
ہر سطر کو یا صورتِ مرجان کہونگا

خدا کو صورتِ انسان مین دیکھا
علیؓ کو مظہرِ قرآن مین دیکھا،

تصور کر حسینؓ اور شہ حسنؓ کا
سراپا سورۂ رحمٰن مین دیکھا،

خیالِ فاطمہؓ کو مین نے دل مین
سو بسم اللہ الرحمٰن مین دیکھا،

ہاتف نے خواب مین آ مجھکو کہا کر سُن سے
سب شاعرون مین تجھکو واللہ سخنوری ہے

[1] میرابوالمعالی اقدس تذکرۂ چمنستانِ شعراء کی ترتیب کے وقت اورنگ آباد دکن مین تھے، (دیکھو چمنستانِ شعراء)

ہے شعر تیرا رنگین افضالِ پنجتن سے
تجھ کو تو سچ ہے ذرہ امدادِ صفدری ہے

سلام

غنچہ لب گلرنگ کے زلف معنبر کو سلام
گلشنِ خوبی کے رونق بخش گوہر کو سلام

تجہ قدِ سرو سہی کو ناز و غمزہ کو تیرے،
چشم کو ابرو کو اور مژگان کے خنجر کو سلام

اور نزاکت کو کمر کے، رنگ کو رخسار کے
چال کو سج کو تمھارے رخِ انور کو سلام

تیرے ہنسنے کو ادا کو اور تبسم کو تیرے
قول کو وعدے کو تیرے طور تیور کو سلام

گل کو بلبل کو سدا قمری کو تیرے باغ کو
تیغ کو جمدھر کو تیرے تخت و افسر کو سلام

آسمان کے مہ کو اور خورشیدِ تابان کے تئین
ہر شفق کو ابر کو تابندہ اختر کو سلام

ہاتھ کو بخشش کو تیرے فضلِ عالمگیر کو
جام کو ساقی کو تیرے آبِ کوثر کو سلام

صبا ادب سے تو کہہ شاہِ کربلا کو سلام
سرورِ سینۂ دل، وجانِ مرتضیٰ کو سلام

نہ صرف اسی پر اکتفا کی ہے بلکہ "تسلیم"، "بندگی"، "شہادت"، "سواری" کی ایجاد بھی کی ہے، دیکھئے :-

تسلیم

حضرتِ سرور کو تسلیمات ہے
ساقیِ کوثر کو تسلیمات ہے،

بندگی ہے، بندگی ہے، بندگی
مہتر و بہتر کو تسلیمات ہے،

باوضوے نام شاہِ کربلا
مشہدِ اطہر کو تسلیمات ہے،

شہادت

صد حیف ہوئی بیکس سرور کی شہادت
وہ نورِ نبی خاص پیمبر کی شہادت

زہرا کے جگر گوشۂ اطہر کی شہادت
لختِ جگرِ حیدرِ صفدر کی شہادت

سواری

رخصت ہو چلی ہاے وہ سرور کی سواری — خاتون کے جگر گوشۂ انور کی سواری
خونین کفن و بسملِ خنجر کی سواری — وہ نورِ نظر حضرت حیدر کی سواری
مظلوم حسینا شہ بے سر کی سواری

بندگی

کہہ صبا دل سے تو حضرت مصطفےٰ کو بندگی — اور علی مرتضےٰ شیرِ خدا کو بندگی،

السلام اے جانِ حیدر السلام — السلام اے نورِ مظہر السلام
مبتلاے بلا کا جہلم ہے، — ساجدِ کربلا کا جہلم ہے،

شہ چلے ہائے جب وطن سے نکل — جان جانے لگا بدن سے نکل
سن خبر شاہ کی شہادت کی — انبیاؑ آئے سب کفن سے نکل

دوازدہ ائمۂ طاہرین کی شان میں بارہ رباعیان بھی کہی ہین،

گلشنِ دین پر تجلی ہے گا از نام علیؑ — مفسدون کے سر پہ روشن ہیگا صمصام علیؑ

.... — ....

داغِ دل ہے کس کے ماتم بیچ لالہ در چمن — کیون کیا ہے غم مین ہی سرخ مو اور سبز تن
پارہ پارہ لخت دل کر بولا ذرہ یہ سخن — سرخیِ حسینؑ و سبزیِ زہرِ حسنؑ

جا کربلا مین آہ شہیدون کے بن کو دیکھ — کیا کیا کھلے ہین پھول علیؑ کے چمن کو دیکھ
ابن حسن و قاسمِ دولہے سینہ چاک — ایسے دو شاہزادۂ رنگین کفن کو دیکھ

ایک مرثیہ "چھڑی" کی تعریف مین کہہ ڈالا،

دیکھنا ہین سعادت ہیگا سرور کی چھڑی — خاص مقبولِ خدا اور بندہ پرور کی چھڑی

بہتر و بہتر ولی اللہ برتر کی چھڑی — سلسلہ بند غلامِ میر حیدر کی چھڑی
قطب اقطاب جہان اور شیخ اکبر کی چھڑی

یہ مرثیہ کچھ ایسا اول جلول ہے کہ نہ تو مرثیہ ہی معلوم ہوتا ہے نہ کسی کی مدح، اس کے پانچ بند ہین،

ایک غزل حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی شان مین بھی لکھی ہے،

خاص مقبولِ نگاہِ پنجتن بندہ نوازؒ — ہین وہ منظور جناب ذوالمنن بندہ نوازؒ

اگر کسی مسلمان کے آگے ذرہ کا کلیات رکھ دو تو وہ دیکھنے کے بعد یہی کہے گا کہ کسی مسلمان کا کلام ہے، بلکہ شیعیت کا شائبہ بھی نظر آئے گا، نہ صرف سلام مرثیہ وغیرہ بلکہ مسلمانون کے تہوار عید، بقرعید، شبرات، وغیرہ کی تقریب پر بھی اپنے دیوالی اور دسہرہ کے ساتھ ساتھ مبارکباد وغیرہ لکھے ہین،

بعض غزلین بہت اچھی کہی ہین، زبان بھی کسی قدر صاف ہے،

کہو تختِ چمن پر کون تھا کیا حضرت گل تھا — کہ براتی سے جس کے شور تھا اور وہ تجمل تھا،
یہ گل سامان تھا اور عیش کی مستی مین تھا غنچہ — کہین قمری بھی رقصان تھی کہین آوازِ بلبل تھا
خزان مین مین جو جا دیکھا کہ کیا احوال ہے وان کا — شکست رنگِ گل تھا اور فریادِ جزو کل تھا
زمرد رنگ ساقی تھا پیالہ لعل لالہ کا — عجب کچھ رنگ تھا اور وان عجب کچھ تھا ہم تجمل تھا

کیا ہے اس ستمگر نے دلِ وحشی شکار اپنا — شہیدِ ناز اپنا، بسمل اپنا، بے قرار اپنا
نہ بولی ہائے شمع اتنا بھی پروانے کے ماتم پر — کہ تھا یہ ہمدم اپنا یار اپنا جان نثار اپنا

چارون طرف مین یار تجھے دیکھتے پھرا — ہر ہر قدم پہ نقش سے کے دل پھینکتا پھرا
کشتیِ اضطراب کو اور شورِ عشق کو — بیؑ صبر سیتی جو مین لٹکتا پھرا

پتلیان میری نین کے جھروکون مین بیٹھ کر — بیکل ہو جھانکتیان ہین پیارا کب آئیگا
تم اپنا چہرۂ روشن دکھاؤ گے تو کیا ہو گا — نکل کر گھر سے لے پیارے جو آؤ گے تو کیا ہوگا

کربلاے عشق مین مثلِ حسین رضہ — خنجر خونخوار آیا پھر گیا،

عجب یہ باغ ہے بلبل گیا سو پھر نہ پھرا — وہ دینے واسطے اک گل گیا سو پھر نہ پھرا
عجب تھا میرا تو وہ غنچہ مین کیا بولون — کہ جب سے سیر کو کابل گیا سو پھر نہ پھرا

بکا تو باغ مین بلبل جو کچھ ہوا سو ہوا — نہ کہا تو حیف ذرا گل جو کچھ ہوا سو ہوا

آتا ہے آج یار کمر کو کسا ہوا — اے دل بہ ہوش باش مجھے وسوسہ ہوا

ہم کو تو عیش ہر دم ہر رات ہے میسر — طاقت ہی کیا ہے یا کی ہم سے کرے بہانہ

وقت پیری مین بھی بیا میرے — تجھ جوانی کا جوشش بل نہ گیا،

دیکھئے بیدل کی مشہور فارسی غزل پر کتنے اچھے مصرع لگائے ہین، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اس کو اپنا بنا لیا ہے

تون تو باغ سے بھی تو کم نہین کہ کہون تجھے تو چمن مین آ — ستم است گر ہوست کشد کہ زسیر سرو و چمن در آ
تجھے کیا ہوا ہے پیا مرے کہ ہوا تون عازم باغ کا — تو زغنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بہ چمن در آ
تون تو دیکھ سنبل زلف کو ذرا ہوش مین تون تو آ دلا — بخیال حلقۂ زلف او گرہی خورد بہ ختن در آ
تجھے جوش عالم دحی ہے کہ خدا سے تون تو ملا ہے — زہے دامن تو کہ میکشد کہ درین رباط کہن در آ
کہان تاب ذرہ تیرے مین کہ کہون مین تجھے کہ تو تاب لا — زہے فیض بیدل خوش بیان کہ بہ گوشش سخن در آ

باغ مین جلوہ فگن پستہ دہان تھا کیا تھا — عیش و عشرت کا ہر اک غنچہ دہان تھا کیا تھا

کیا خون کرے گا تو مری جان کسی کا — مت باغ مین جا آج کہا مان کسی کا

مثل خورشید مین بولا کہ تیرا رد ہو گا — اُن نے بولا کہ عجب عاشقِ یکسو ہو گا
مین نے بولا کہ تری زلف مین بو ہے ختن — اون نے بولا کہ ہر اک تار ہر اک مو ہو گا
مین نے بولا کہ تری چشم ہے نرگس کی طرح — اُن نے بولا کہ نہین یہ گلِ خیرو ہو گا
مجھ جیسا نہ ار رشک پری یا ر نہ ہو گا — غمزے کا ترے مجھ سا خریدار نہ ہو گا

یہ سن کے کہا یار نے بولا بہ تبسم، — ہان ہان بے میان! تجھ سا گنہگار نہو گا
سمجھو ن ہون تیرے رمز و شرارت کو دیوانے — کوئی تیرے سوا لائقِ تلوار نہو گا
تب مین نے کہا خدمت عالی مین پہو نچکر — ایسا بھی کوئی عاشقِ غمخوار نہ ہو گا
ذرہ تو تیرا شیفتۂ حسن ہے پیارے — کوئی اس کے سوا لائقِ دربار نہو گا

دیکھتے ہی پار ہو جاتی ہے میرے دل میتی — تیرے جمدھر کی ہوا اور تیرے خنجر کی ہوا

کیسری پہنے مین جوڑے کئی طرح کے گلرخان — عاشقون کی دیکھ حالت مسکراتی ہے بسنت

صندلی جامہ، چشم ہے مخمور — کیا لطافت ہے گلبدن مین آج

نمکین حسن کے معشوق بہت دیکھے ہین — سیر ہم نے تو کیا بھوت خراسان کے بیچ

بے دفایون سے وفا کرتے ہین ہم — حق محبت کا ادا کرتے ہین ہم،

ایک دن مین قدم کو دیکھا تھا — اب تلک ہے خمار قطرہ دن مین

مثل گل ہم بھی چمن مین گئے ہین — بے وطن ہو اس وطن مین آئے ہین،
باغبان سمجھا نہین اس بھید کو — ہو کے بلبل پھول بن مین آئے ہین

رو کے کہتا باغبان ہر غنچہ و ہر شاخ سے — گل کا سینہ چاک ہے بلبل کی شکر بولیان
گل سے بیکل ہے کہ جب سے تیری چھیب کو کر نظر — جل گیا ہے دل مین زاہد دیکھ رنگین چولیان

دل کو میرے بہت آرام ہے کس سے؟ تم سے! — گرچہ وحشی ہے یہ تن، رام ہے کس سے؟ تم سے!

کٹا دے زلف ناگن کو لہر ہوئے تو مین جانون — جو میرے دل پہ کچھ ذرہ اثر ہوئے تو مین جانون[1]

وقت دوپہر کا آنا ہے بھلا، — شام کے وقت تم آیا نہ کرو

جلوۂ حسن کا ہے رنگ بہار آئینہ — چہرۂ یار پہ ہوتا ہے نثار آئینہ

[1] تم اپنی زلف کو کھولو سحر ہوئے تو مین جانون — بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہوئے تو مین جانون

توسنے دیکھا جو ہنس کے گلشن کو، کھل گیا خوشی سے ہو کھلکھلا غنچہ

دل دیکھئے ہر بار یہ کیا بولتی ہے، اک آگ کی ڈھیری ہے ذرا آگ نہ بجھے

گردش چشم میں کیا لطف رکھا ہے تو نے جس طرف پھیر دے وہ ہر گنج شہیدان ہو جائے

جنون کے درد کی تدبیر پر تقدیر ہنستی ہے دوا دیتا ہون گر اس کو تو پھر تا ثیر ہنستی ہے

وعدے نہ کئے تم نے وفا اس کا سبب کیا معلوم نہین ہم کو ہوا اس کا سبب بھی

قربان تیرے لب کے جس لب کے مرتے مدتے تیرے ہم یہان آزاد ہوئے برتے

یہ جام محبت کا خالی ہے مرے پیالے تو مے سے محبت کے ایجان ذرا بھر دے

تجھ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے مہتاب گال والے ابرو ہلال والے

گردش سے تجھ نین کی ساتون فلک ہین حیران خورشید ڈھال والے جاہ و جلال والے

ہین مست تجھ نگر کے میخانہ، خانقہ مین کیا وجد و حال والے کیا قیل و قال والے

نالہ بلبل چمن مین گل سے پوچھا چاہئے گل کے مرجھانے کا غم بلبل سے پوچھا چاہئے

مجھ کو ہوتا ہے چین تب یارو، یار جب میرے پاس ہوتا ہے،

چمن مین ہر گل و غنچہ ادا و عشوہ سے پکارتے ہین کہ روشن ضمیر آتا ہے،

دیوانے چھوڑ صحرا باغ مین آتے ہین اے یارو بہارون کی طرف سے انکے آنے کا بڑا غل ہو

چونکہ آزاد، اقدس، رسا، ضیا، وغیرہ سے صحبتین رہین، اس لئے ذرہ پر تصوف کا رنگ بھی خوب چڑھ گیا ہے غزلون کی غزلین اس رنگ سے رنگی ہوئی ہین،

کرے جب آپ کو فانی انانیت کے پردے سے خودی کھو جو ہو جائے تو کیا شک کیمیا ہو وے

شریعت بھید معنی ہے طریقت مغز ہے اس کا حقیقت جان ہے آمین سمجھ لے مدعا ہو وے

خدا انصاف کی آنکھون سے اپنے دل کے تئین پہچان جو دیکھو وان تجلی نور کا چشم مین ٹا نکو

ولیکن بھید مخفی ہے تم اس کو عقل سے یارو حقیقت کے تو پردے سے لجا اسرار کو ڈھان کو

اگر دریائے وحدت مین جو غوطہ عشق کا مارو تو بھر دُر معانی کو مثال نقل کر پہچان کو

سمجھنا ہون مشکل ہو سخن اس راز کا بے شک تمہاری فہم مین آتا نہین ہے آج کیون پہچان کو

عزلت[1] کی غزل پر غزل کہی ہے،

مصرع عزلت کو ذرہ یاد کرتا ہے مدام "ٹالے بجن در سن ہو اکچھ کام باقی رہ گیا"

اقدس کا نام دیوان بھر مین سینکڑون جگہ آیا ہے،

ز فیض حضرت اقدس کہا ہے ذرہ نے عجب یہ باغ ہے بلبل گیا سو پھر نہ پھرا

حضرت آزاد[2] کا نام بھی بڑے احترام سے لیتے تھے،

لایق تجھے ہے ذرہ کہ ہر رات دن سدا تمہید وصف حضرت آزاد کی رہے،

رسا[3] کے بھی معترف تھے،

بہ فیض ذات رسا سے تو شک نہین ہے آج سخن پہ ذرہ کے کیا انتخاب چھپے ہے،

ضیاء[4] کا تذکرہ بھی بار بار کیا ہے،

کون مضمون ضیاء رسا لاتا ہے، ذرہ تضمین مین کچھ فکر نہ سکے

ایک قطعہ بند غزل مین اکثر شعراء کا تذکرہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ کس مجلس کے بیٹھنے والے تھے،

عشق کو مین نے کہا کہ کہان بیٹھے تھے، فارغ البال تھے ہم ایک تھے جان بیٹھے تھے

عقل اور ہوش مین فہم اور ادراک بھی مل قفس خاک سے سب گریہ کنان بیٹھے تھے

---

[1] عبد الوالی، عزلت، [2] حضرت آزاد بلگرامی، [3] یہ رسا بھی اپنی نارسائی سے گوشۂ گمنامی مین پڑے ہوئے ہین،

[4] محمد عطا ضیاء آر ان کے متعلق شفیق صاحب چمنستان شعراء مین لکھتے ہین:- ع

"انجلی کدہ شاہ سراج است"، تمکین،

مرغ جان قید نہ ہوتا تھا نہ آتا اید ھر
سرنگون نخرہ زبان رو بہ فغان بیٹھے تھے

ہوئے صد پردۂ انوار سے جب صید ہوئے
اے صدا آفرین ہم اپنے مکان بیٹھے تھے

یہ سخن سن کے کہا عشق نے مجھ سے ہنس کر
تم تو مخفی تھے میان ہم تو عیان بیٹھے تھے

مرد عقل نہ تھی تم کو کہ ہسم کو دیکھو
ہم تو ظاہر تھے سبھی جا کیا نہان بیٹھے تھے

پھر مجھے کھینچ کے اس عشق کے جلسے مین لا
پہونچا اس جا یہ کہ نواب زبان بیٹھے تھے

ان کے تھے پاس بہت شاعر سنجیدہ سخن
فکر عالی سے ضیاء آئین عیان بیٹھے تھے

شاہ افدس تھے انھون پاس زبان یار فصیح
مرد موصوف تھے اور راست زبان بیٹھے تھے

میر جعفر بھی انھون مین تھے وہ منصب بے ننگ
یکدم و سید علی آ کے وہان بیٹھے تھے

شاہ رضا حق کی رضا مین تھے فقیر کامل
بسکہ خاموش تھے پر چرب زبان بیٹھے تھے

رند استاد بھی تھے ملک سخن کے خاوند
رستم وقت یہ مین سو عز و شان بیٹھے تھے

پیرزادے گو کئی جمع تھے کئی بھانت کے لوگ
یک طرف شیخ تھے یکطرف نو خان بیٹھے تھے

ایک سے ایک عجب رنگ کے کرتے تھے سخن
کیا خوشی مین تھے کہون سب جو وہان بیٹھے تھے

آخر الامر کہون ایک فقیر کامل
رہبر راہ کرم نیک بیان بیٹھے تھے

یون کہا آپ نے للکار کے لے عشق تو سن
وان اڑا ہو کہ جان شاہ جہان بیٹھے تھے

سخن راست ہے ہر بات تری سب پر فرض
کچھ سخن بولتے کل ہم بھی وہان بیٹھے تھے

جا تو منعم کے کنے اور یہ پتا سن لے
غم حسنین مین جو گریہ کنان بیٹھے تھے

مخمصہ صاف ترا ہوئیگا تو جا دن کے پاس
چادر سبز سے جو بیچ جنان بیٹھے تھے

عشق نے ان سے کہا پیر ہو مرشد میرے
لیک اس وقت تو ہم رو بہ فغان بیٹھے تھے

سلہ محمد رضا بیگ اورنگ آبادی، سلہ محمد منعم برہانپوری خوش نویس ہفت قلم، "یکتین"

اس کی یہ بات کو سن حضرت تمکیں بولے
حاکم شعر و سخن مثل شہان بیٹھے تھے

جوڑ لے عشق تو ذرہ کو بہت ثابت ہے
تو اڑا چین ہی ان سے جو یہان بیٹھے تھے

آفرین آفرین کرنے کو لگے رونے سب
مانی یہ بات کہ تم میر قران بیٹھے تھے

فخر و عزت کا دیا تب تو رسا نے خلعت
ویسی جا گہ کہ جہان پیر و جوان بیٹھے تھے

منقولہ بالا قطعہ مین جن جن شعراء کے نام اور تخلص آئے ہین، ان مین سے اکثر مشہور ہین اور صاحب چمنستان شعراء اور شعرائے دکن نے ان کا تذکرہ کیا ہے، بعض بیچارے ذرہ کی طرح گمنام بھی ہین،

معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ نے عمر کی کم و بیش پوری منزلین طے کی تھین، ایک جگہ کہتے ہین،

اس وقت ضعیفی مین جوان فکر ہے ذرہ
مضمون نیا لاتا ہے تو ڈھونڈھ کے اب بھی

اس ضعیفی مین یہ حال ہے کہ

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح گذار دز گذر جائیگی شب بھی

اس شعر کی بندش، ترکیب، زبان کی خوبی حد درجہ تحسین کے لایق ہے، مگر کیا یہ ذرہ کے کمال کا فیض ہے؟ شبہہ اس سے ہوتا ہے کہ میر کا مشہور شعر ؎

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میان خوش رہو ہم دعا کر چلے،

بھی ہم کو اس مین نظر آتا ہے، گو میر کا زمانہ بھی یہی ہے، ۱۲۲۵ھ ان کا سال وفات ہے، تاہم میر نے تو یہ ننگ کا ہے کو گوارا کیا ہوگا، شاید ذرہ ہی نے اس کو "تبرک" سمجھ کر اپنے دیوان مین شامل کر لیا ہوگا،

شمع جرات نہ کرے دیکھ کے نازک بدنی
گل کھلے دیکھ کے گلشن مین یہ غنچہ دہنی

طپش دل کو مرے دیکھے اگر تو اک بار
ہوئے برباد اے پروانہ تری سوختنی

کل عجب شور تھا اور غل تھا خزان مین یارو
بلبل و گل مین جدائی کے سوا کچھ نہ بنی

مہر و مہ ابر و شفق برق اور انجم نے کہا
ذرہ روشن ہے فلک پر تو تری انجمنی

بحر سندرک مثمن مقطوع مین ایک منظہر نامہ لکھا ہے، کل ۹۷ شعر ہین، اس طرح ابتدا کی ہے۔

تا کے بارا در غم داری   تا کے آری بر من خواری
ترا تر و کا ایک اکیلا   کئی کئی بھانت کے کھیل جو کھیلا
رنگ رنگیلا چھیل چھبیلا   نیلا پیلا رنگ دو ہیلا،
انگن شکن کھیل جو کھیلا،   ساون ماس کریلا پھولا
دہی پچھا کے دودھ کھلایا   منظہر کا دو بات دکھایا
بگلا جھوے بگلی جھوے   کدھر کی بات کدھر سے بولے
کہین جوگی کا بھیس جو لاوے   لڑکا بن کر جنگ اڑاوے
بہتر کے دو روپ مین آوے   لڑکا بن کر جنگ لڑاوے
بامن بن کر باتان بولے   بھید کے سارے رمزین کھولے
کہین دوانا کہین سیانا   کہین تو عاقل کہین مستانا

خاتمہ یون ہوا ہے:-

منظہر اس کا کون بتاوے   باتان[1] مخفی کون جتاوے
ذرہ تو بھی رنگ مچاوے   مطلب اپنا دل مین پاوے
ذرہ تو خورشید مین مل جا   معنی کے اسمان مین پل جا
ذرہ تو خورشید کو جانے   اپنا کہا تو آپ پچھانے
منظہر نامہ کر تون آخر   بھید کے رمزین بہت ہین دلغر

ایک فراقیہ مثنوی بھی ۱۱۸ شعر کی لکھی ہے، جسے اس طرح شروع کیا ہے:-

[1] باتین،

درد دل سب زبان پہ لاتا ہون   قصۂ غم کو مین سناتا ہون
شب ہجرت کی بے قراری ہے   آہ حسرت کی انتظاری ہے
کیا کہون داستان مین غم کی   اس مصیبت کے یار شبنم کی
دل کبوتر کی طرح بریان ہو   جان تجھ زلف پر سے قربان ہو
ایک دن وہ تھا دوڑ گئے تھے   ہمزبان ہو کے خوش ہو جاتے تھے
ہم تھے اور تم تھے اور پیالہ تھا   ساقی وقت سچ ہے لالا تھا،
مہربان ہو کے تم سخن سنتے،   خوش ہو گلدستۂ چمن چنتے،
رات دن ہم کو تم سے صحبت تھی   وہ مدارات وہ محبت تھی
چین نا تھا تمہین تو ساعت کا   ایک لمحہ تمہین فراغت کا

اس طرح ختم کیا ہے:-

ختم کر تو کہانیٔ[1] غم کو   اس مصیبت کے درد ماتم کو
تجھ کو ہاتف ندا جو بولا ہے   بھید مخفی جو تجھ سے کھولا ہے
رکھ تون امید حق ملا دیگا،   تو وہ گلشن سے پھول پا دیگا،
ختم جب مثنوی کیا ذرہ   اپنے مطلب کو جب لیا ذرہ

ایک عشقیہ مسدس بھی کہی ہے، جس کے ۶۷ شعر ہین، ابتدا:-

کہون حمد خدائے خالق دل   کہ جس کے نام سے ہے حل مشکل
کہون شمہ مین نعت المرسلین کا   نبی محبوب رب العالمین کا
یہ دو نو نام سیتی فیض پا کر   مدد شاہ ولایت سے ملا کر

[1] اس زمانہ مین ایسی اضافت متروک نہ تھی ورنہ ذرہ فسانۂ غم کہہ سکتا تھا،

انتہا:-

ختم[1] مین نام اللہ سے کیا ہون   گہر معنی کے اس مین بھر دیا ہون

اگر کوئی حرف[2] کی ہو اسمین تقصیر   صلاح دل سے ہووے اس پہ زنجیر

یہ ہے امید سب اہل صفا سے   جہان تک پاک دل اور بے ریا ہے

ایک مناجات ۱۹ شعر کی کہی ہے:-

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون   تری مغفرت کا طلبگار ہون

مین بندہ ہون تیرا تو ستار ہے   گناہون کا میرے تو غفار ہے

بہت معصیت مین گرفتار ہون   گناہون مین شرمندہ سرشار ہون

نہ کچھ بھی عبادت کا تکیہ ہے آہ   نہ کچھ زہد و تقویٰ کی مجھ کو پناہ

ولیکن سنا ہون کہ غمخوار ہے   غریبون کا والی تو ہی یار ہے

حضرت پیغمبر صلعم اور اہل بیت کا واسطہ دلا کر یون ختم کیا ہے:-

مناجات ذرہ کی مقبول ہوے   مرادات جان لگ ہو موصول ہوے

شرف ہے مجھے تو ترے نام سے   مجھے کام آخر ہے انجام سے،

مناجات کرے تو ذرہ تمام   جو ارشاد ہے تجھکو شاہ نظام

مقطع پتہ دیتا ہے کہ حسب فرمان شاہی یہ مناجات لکھی گئی ہے،

ایک سراپا بھی لکھا ہے (۱۱۳) اشعار مین ہر ایک چیز کی تعریف سرسے پاؤن، بلکہ نقش کف پا تک کی

بسم اللہ کھینچا ہون پری رو واسطے   نکہت آرا ہے مراد ل تیغ ابرو واسطے

مح پیرائے سراپا اب تو یک یک بوجھئے   فکر گلزار سخن سے یک نگہ سکہ تو لئے

[1] اس زمانہ مین الفاظ کی صحت اصل زبان کے تلفظ سے نہین بلکہ اردو بول چال سے تھی،

تیرا سر ہے مثال قبۂ نور   کہون کیا وصف ہے نوراً علیٰ نور

پیشانی سات ابرو کے ہے گلشن   سیاہ بدلی مین مثل چاند روشن،

مسمّیٰ نام ترک اور نائک   تخلص ذرہ کر تیار یک یک

ادب گاہ محبت مین بلا شک   لکھا ہون مین یہ اصلاحات بیشک

جو ہون گے ذرہ پرور مہر انور   پسند آتا ہے ان کو شعر کم تر

کہ ذرہ اپنے مضمون مین رسا ہے   بہت دیوان و مضمون دل لکھا ہے

حقائق نامہ و دیوان ہندی   یہ قرس و غزل جون زلف کمندی

کلیات مین کئی ایک مسدس بھی ہین:-

عاشق نے کہا رو کے کہ اے یار ستمگار   کیون قتل پہ باندھا ہے کمر اے میرے دلدار

چاہتا ہے اگر کھینچ کے مارے مجھے تلوار   سن لیجو صدا تو تن بے سرستی ہر بار

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد   این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

اس کے ۵ بند ہین، آخری بند دیکھئے:-

ذرہ نے یہ مضمون مسدس کا اٹھایا   تضمین کر اس بیت کو شعرا کو دکھایا

تیار کیا جب تو رسا کے تئین سنایا   اس بیت کو للکار کے مجلس مین پڑھایا

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد   این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

اور ایک مسدس بحر رمل مین لکھی ہے، جس کے ۱۶۵ شعر ہین، جن مین مولانا روم کے ۵۵ اشعار کی تفسیر ہے،

مجھ کو آکر حضرت دل نے کہا   مولوی کا تو نے فرمودہ سنا

سو بجا ہے وہ بجا ہے وہ بجا   ابتدائی مثنوی مین یون کہا،

بشنو از نے چون حکایت می کند،
وز جدائی ہا شکایت می کند

نے سے معنیٰ حضرت قرآن ہے — دوسرے معنیٰ تو سن انسان ہو
بھید گر پوچھے تو پیائے جان ہے — لیک اس کا دیکھنا ایمان ہے

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک کس را دید جان دستور نیست

ذرّہ مثلِ آب حیوان کے سخن — بولتا ہے جو ہر در عدن
ختم کر کر مثنوی کا یہ چمن، — حامی و والی ہین اس کے پنجتن

آب حیوان نیست خورده نوش باد
این شنیدی مو بمو یت گوش باد

ایک مخمس بھی ہے جو اپنی ہی غزل پر مخمسہ کیا ہے،

یکبار کہ مین باغ مین تھا دل نظر آیا — وہ نور جو مخفی تھا عیان ہو بدر آیا،
مین بولا اے دوست کہان تھا کدھر آیا — اس کا بھی یہ سنتے ہی ذرّہ سینہ بھر آیا[1]
رو رو کے کہا ڈھونڈھتا مین گھر بہ گھر آیا

مدت سے مین تھا زلف کے کوچہ مین خبردار — پھر بعد کئی روز رہا درپئے رخسار
اور وان سے اتر چاہ زنخ مین گلے کا ہار — اس چہرۂ پر نور مین جون مطلعِ انوار
تھا چھوڑ کے دولت تیرے کُنج[2] پیشتر آیا،

نقشِ خاکی ہو آب پایا ہون — دل کو مین بے حجاب پایا ہون

[1] معنی دل بھر آیا، [2] پاس، "نگین"

زندگی چون حباب پایا ہون — فضلِ حق بو تراب پایا ہون
ذرّہ ہو آفتاب پایا ہون،

"نوروز" کی مبارکباد بھی کہی ہے:-

اے مبارکباد بلبل ہے چمن مین خوش کلام — غنچۂ گل سے خوشی ہو ہو کے کہتی ہے مدام
عید ہے نوروز کی کر ذرّہ تو جشنِ علی — وہ علی مرتضیٰ کی ہے خلافت مستدام

"شب برات" مین بھی ذرّہ اپنی چنگاریون سے آتش بار نظر آتے ہین،

آئی شبِ برات چمن لالہ زار ہے، — چارون طرف تو دیکھ عجائب بہار ہے،
تھے پھول اور پھول چھڑی ہو چنبۂ مہتاب — عیش و خوشی مین دیکھ ہر اک گلعذار ہے

عید کی تقریب پر بھی گلفشانی دیکھئے:-

رنگ گل کے موج سے زنجیر کرتی ہے بہار — دل کو کس تعجیل سے تسخیر کرتی ہے بہار
جلوہ آرائی سے کہتی ہے مبارکباد عید — رنگ لبریزی سے جوے شیر کرتی ہے بہار

عید مین مسخر ہو کر بقرعید مین قربان ہونے کو تیار نظر آتے ہین،

عید قربان جان کر کرتے ہین قربان جان ہم — عیش و عشرت سے ترے بھرتے ہین اب دامان ہم
راستہ پر عشق ہے ذرّہ تجھے کیا خوب ہے — جس سے ملتے ہین پیالے اس سے ہین یکسان ہم

دکن مین آخری چہار شنبہ بڑی ہماہمی سے منایا جاتا ہے، اس کی تصویر کس مزے سے کھینچی ہے،

غنچۂ و گل اور صراحی کا ہے جوش — جس کے دیکھے سے اڑے زاہد کے ہوش
چارشنبہ آخری مین ذرّہ آج — دیکھ کیا ہے بلبل و گل مین خروش

اس کے ساتھ ہی ساتھ "ہولی" بھی کھیل لیتے ہین:-

ہر اک کا گھر معطر ہے گلال و عطر و عنبر سے — مچا سو رنگ ہولی کا کہ اب تو یار ہولی ہے

باغ مین چل ہے بہارِ گل کی دھوم
رنگ سے کیا بلبلون کا ہے ہجوم،

ساقیا کیا موسم ہولی ہے آج
جھک رہے ہین گلر خون کے پاؤن چوم

دسہرہ

مئے ومطرب پیالہ اور چمن ہو
بہارِ باغ ساقی انجمن ہو،

گل و بلبل ہو، صحرا، سبزۂ ذرہ
دسہرہ دیکھنے کر کوئی موہن ہو

مبارک ہوے تم کو یہ دسہرہ
جہان مین ہووے روشن نام تیرا

سخن مین دُر تیرے اے بحر معنی
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

تل سنکرات

اور شیرین کیا عجائب بات ہے
ہو مبارک یہ تو تل سنکرات ہے

عیش و عشرت ہووے دولت ہو کمال
بلبل و گل شیشۂ مے سات ہے

شاید کسی دوست کے لڑکے کی تسمیہ خوانی ہوتی ہے تو آپ بسم اللہ کی تہنیت دیتے ہین:۔

مبارک اس کو بسم اللہ ہووے،
یہ لڑکا قابل و آگاہ ہووے،

چمن مین گل شگفتہ ہووین ذرہ
ہمایون ہووے اس کا بیاہ ہووے

اقدس کا ماتم نہایت دلسوزی سے کرتے ہین:۔

اس گلشنِ دنیا کا شمشاد گیا گذرا
سالارِ سخن تھا وہ فریاد گیا گذرا

ذرہ نے فلک اوپر خورشید سے جا بولا
فردوس مین شاہ اقدس آزاد گیا گذرا

سرو گلزارِ سخن تھے شاہ اقدس پیشوا
عالم علم معانی اور فقیرِ رہنما،

تھے مسافر آگئے منزل کو ہاتف نے کہا
یکہزار و یکصد و نود و مین جنت جا رہا

گل دمیں پہ غم تھا شور تھا کل باغ مین یارو
کوئی کہتا تھا گلشن مین ہے جھاڑو سرو کو جھاڑو
۱۱۹۰ھ

نکالو قمریون کو اور چمن ماتم سے ہو رنگین
ہوا ہے شاہ اقدس اس کو گلشن بیچ لا گاڑو

کسی حکیم عبد السلام کی وفات پر بھی اظہارِ ملال کیا ہے:۔

بہار گلشنِ حکمت کا جوہر
سخندانی مین تھا جون مثل گوہر

ہوا وہ صحنِ جنت مین خرامان
ہے اس کا وصف خوان یہ ذرہ کمتر

دل مین جو غم ہے مین کیا تم سے کہون
صفحۂ جان پر بخونِ دل لکھون

کچھ نہ کر ہرگز تو ذرہ بول یہ،
اِنّا لِلّٰہِ اِلیہِ رَاجِعُون،

دو ایک قطعات تاریخی فخر الدین وغیرہ کی وفات پر بھی لکھے گئے ہین جن سے ۱۱۸۰ھ اور ۱۱۹۰ھ برآمد ہوتے ہین، مراد علی، شاہ علی، اکرام اللہ شاہ، محمد دوست حق وغیرہ کی مدح مین اور بعضون کے انتقال پر بھی قطعات لکھے ہین، اکثر قطعات بہت ہی صاف اور عمدہ کہے ہین،

دفورِ گل سے گلشن مین تو بلبل جا بکار آئی
چمن مین دیکھ اے عاشق بہار آئی بہار آئی

خوشی ہو آج اے ذرہ کہ تیرے گھر مین تصدق
براتِ عاشقان کس رنگ آہو پر سوار آئی

اے بادِ بہاری گئی تو یون بھی گذری
گلشن مین خزان ہوئی تو یون بھی گذری

القصہ جو کچھ کہ گذری گذری ذرہ
یون بھی گذری ہماری وو دن بھی گذری

ہوئی ہے شاد و خرم باغ مین خندان سا بلبل
چمن کے تخت پر بھی شاہ گل ہے جانفزا بلبل

دوانہ ہے گا ذرہ اے یقین مصرع اوپر تیرے
"وفا یون چاہئے شاباش بلبل مرحبا بلبل"

خوبون سے ملے تو بے وفائی دیکھی
جب وصل ہوا تو پھر جدائی دیکھی

اس پر بھی نہ دی داد ہماری اللہ
دیکھی دیکھی تیری خدائی دیکھی

مین غبارِ رہِ دلدار ہون اللہ اللہ
خاکِ نقشِ قدمِ یار ہون اللہ اللہ

مین شہیدِ نگہِ یار ہون اللہ اللہ
بسملِ خنجرِ دلدار ہون اللہ اللہ

دل اور ہزار جان سے قربان جاؤن مین — نقشِ جبین کرون جو ترا پاؤن پاؤن مین

لالہ کو گر مین داغ دکھاؤن جو ہجر کا — اہلِ چمن کے سوز سے پرنے اڑاؤن مین

باغ مین پھول خوش نما نہ رہے — جگ مین مہ رُو دمیر زانہ رہے

لطف نین قدرہ سیرِ باغ چمن — شہر مین آشنا ضیا نہ رہے

کلیاتِ اردو کے اختتام پر فارسی دیوان ہے، جس کے پندرہ صفحات مین ردیفون کی تکمیل ضرور کی ہے مگر کوئی خاص بات نہین، حضرت غوث اعظمؒ کی شان مین ایک مسدس بھی درج ہے، نواب نظام علی خان بہادر کی مدح مین ایک مختصر قصیدہ اور حکیم عبد السلام حکیم چھمو کے انتقال کی تاریخین اور ایک فارسی قطعہ ہے، اور چند متفرق گو ذرہ کے کلام مین کوئی خاص بات نہین مگر بعض شعر صاف اور عمدہ ضرور ہین، زبان بھی زیادہ قدیم نہین، سنہ ۱۱۹۳ء کی شاعری کا یہ نمونہ اگر خوش نما نہین تو بھونڈا بھی نہین ہے،

الفاروق

حضرت عمرؓ فاروق کی لائف اور طرزِ حکومت

اگرچہ مسخ شدہ صورت مین معمولی کاغذ پر اس گران پایہ کتاب کے بیسیون اڈیشن فروخت ہو چکے ہین، مگر اہل نظر کو ہمیشہ اس کے اعلیٰ ایڈیشن کی تلاش رہی ہے، مطبع معارف نے نہایت اہتمام و سعی بلیغ سے اس کا نیا اڈیشن تیار کرایا ہے، جو حرف بحرف نامی پریس کانپور کی نقل ہے، نہایت عمدہ کتابت، اعلیٰ چھپائی، عمدہ کاغذ، دنیائے اسلام کا رنگین مطلا ٹائٹل، ضخامت ۳۱۲ صفحے، قیمت للعہ

"منیجر"

تلخیص و تبصرہ

مسلمان اور ریاضیات و فلکیات،

پروفیسر منصور حبر داق، جامعہ بیروت مین ریاضیات کے استاد ہین، حال مین وہان کی حکومت نے علوم کی ترقی و توسیع کے لئے ایک علمی مجلس قائم کی ہے، اس کے افتتاحی جلسہ مین پروفیسر مذکور نے ایشیا مین ریاضیات و فلکیات کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، ریاضیات و فلکیات مین مسلمانون کے شغف و ایجادات پر بھی اظہار خیال کیا ہے، چنانچہ یہ بتاتے ہوئے کہ کس طرح یہ علوم ہند و شام سے یونان پہونچے اور پھر وہان سے مسلمانون نے ان کو لیکر کس طرح ان مین اضافہ کیا، انھون نے کہا:-

"اب ہم اس عظیم الشان دور کی طرف متوجہ ہوتے ہین، جو ابتداے اسلام سے عربون کی علمی توجہ سے شروع ہوتا ہے، مسلمان سلاطین اور بادشاہون نے اس کی طرف خاص توجہ کی اور مسلمانون نے نہ صرف یونان کی ریاضیات، فلکیات، طبعیات کی تصانیف کا ترجمہ کیا، بلکہ ہندؤن اور دوسری ایشیائی قومون سے بھی بہت کچھ اخذ کیا، اور انطاکیہ و حمص کے مدارس نسطوریون اور سریانیون کے علمی مرکزون سے اس مین مدد لی، خلفاے عباسیہ نے ہر ممکن صورت سے علمی تحریک اور فکری شوق کی ہمت افزائی کی، اور علماے وقت نے عقائد و مذاہب کے اختلاف کے باوجود نہایت جوش و خروش سے ترجمہ و تالیف شروع کر دی، لیکن چونکہ ابتدائی تراجم ناقص تھے، اس لئے ان کا دوبارہ ترجمہ کیا گیا اور وہ زیادہ صحیح تھا، تھوڑے ہی دنون مین انھون نے تمام یونانی و ہندی علوم کے ترجمے کر ڈالے، انھون نے اعداد کو ہندؤن سے لیا اور ان سے جو بہتر تھے ان کو منتخب کر لیا، اس کے بعد ان کی ترتیب و تحسین کی، اور اگرچہ اہل مغرب کا خیال ہے کہ عربون نے ہندؤن کی نری نقالی ہی کی ہے، اور جو کچھ اضافہ بھی کیا ہے، وہ بہت کم، لیکن جدید مباحث عموماً اور مستشرقین کے خیالات

خصوصاً ہم کو بتاتے ہین، کہ عربون نے اس فن مین بعض ایسی چیزون کا اضافہ کیا جن کا پہلے سے کہین بھی وجود نہ تھا،

علم حساب مین اگرچہ نظریاتِ اعداد مین انھون نے کوئی معقول اضافہ نہین کیا لیکن پھر بھی انھون نے موضوع متعین کیا، اور ہندو اعداد کو مرتب کیا، اکثر لوگون کا خیال ہے، کہ صفر عربون کی ایجاد ہے، اور اہل یورپ نے عربون ہی سے اس لفظ کو علی حالہٖ (CiPHER) کی شکل مین لے لیا ہے، کسورِ اعشاریہ کی علامت فاصلہ کی ایجاد کا فخر بھی انھین کو حاصل ہے،

علم جبر و مقابلہ مین انھون نے اصول وضع کئے، اور اشارات و علامات کو قانونی و نظامی صورت مین پیش کیا اور یہ وہ چیزین تھین جن کا پہلے سے کہین وجود بھی نہ تھا، خوارزمی نے درجۂ ثانیہ کے مبادلہ کے ساتھ اس کا جذر بھی نکالا، اور آج تک ہم اس کی تقلید کرتے ہین، خوارزمی ہی پہلا شخص ہے جس نے جبر و مقابلہ کی جگہ "جبر" کا لفظ استعمال کیا، اور اہل یورپ نے اسی لفظ کو اپنے بیان مین لے لیا ہے، عربی ریاضی دانون نے اعداد کے سلسلون اور مجموعون پر بحث کی ہے، اور جبری ہندسی کے درجۂ ثالثہ کے بعض مبادلات کے حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ مقطوع المفرد کو قطع کرکے اجزا کے مبادلات کا عربون نے جو حل نکالا ہے وہ دنیائے ریاضی کے اہم کارنامون مین ہے، اور آج تک اسی طریقہ کی پیروی کی جا رہی ہے، اور اس اصول کو بھی انھون نے ایجاد کیا ہے کہ دو مکعبون کی جمع کبھی بھی کوئی مکعبی عدد نہ بنیگی،

مین پہلے کہہ چکا ہون کہ ہندسہ مین یونانیون نے کوئی بات چھوڑ نہین رکھی تھی، اور اس لیے عربون نے اسکی طرف کوئی زیادہ توجہ نہین کی، لیکن علم مثلثات و انساب مین عربون کا بڑا درجہ ہے، کیونکہ یہ عرب ہی مین، جھنون نے ان کے اکثر قضیون، اور قانونون کا انکشاف کیا چنانچہ تناسب الجیوب، اور ایسے مثلثات کر دیئے کہ جن مین زاویہ قائم نہ ہو، قوانین بنائے، اور یہ فخر بھی ان کو حاصل ہے کہ اس قسم کے مثلثات کے حل کا پہلا اصول انھین نے بنایا،

فلکیات کے متعلق ان کے مباحث مشہور ہین، انھون نے آفتاب و ماہتاب، اور سیارون کے دائرون کے متعلق اظہارِ خیال کیا، اور اسی سے اوقات کے تعین کا کام لیا ہے، انھین نے بطلیموسی جدولون کو باریک کیا، اور چاند کی گردش مین بعض خرابیون کا پتہ چلایا، گذشتہ صدی کے آخر تک اس انکشاف کو تیخو براہی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، یہ

عرب ماہرینِ فلک ہی ہین جنھون نے سب سے پہلے خالص علمی طریقہ سے خط نصف النہار کے ذریعہ طول درجہ کا قانون بنایا، یہ خلیفہ مامون کے حکم سے ہوا، اس واقعہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپ اس سے ۷۰۰ سال کے بعد اس اصول تک پہونچا ہے، عربون نے متعدد رصد خانے قائم کئے اور حرکاتِ قمر کے لئے خاص جدولین ایجاد کین، وہ گردشِ زمین سے واقف تھے، اور انھون نے تمام کام اسی علم کے ماتحت کئے، متعدد رصد خانون مین مختلف تجربون کے بعد انھون نے بتایا کہ زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے، مختصر یہ کہ یہ حقیقت سب کو تسلیم ہے کہ علم الفلک مین عرب، یونانیون سے سبقت لے گئے ہین، یونانیون نے اپنے کو صرف نظریات تک محدود رکھا، اور انھون نے عملاً اس مین حصہ لیا،

"ن"

اصلاحِ تقویم کا مسئلہ

آج کل مختلف قومون اور ملکون مین اصلاحِ تقویم کا مسئلہ مختلف نقطۂ نظر سے زیر بحث ہے، مسلمان بعض باتون کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے اسلامی سنہ کی درستی و اصلاح مین مصروف ہین، اور اس سلسلہ مین ایک دمشقی عالم کی کوششون کا کسی قدر تفصیلی تذکرہ معارف کے کسی گذشتہ پرچہ مین کیا جا چکا ہے، اور دوسری طرف اہل فرنگ اپنے شمسی سنہ کے نقائص دور کرنے کی فکر مین ہین، اور اس کے لئے آج کل خاص جد و جہد جاری ہے،

حقیقت یہ ہے کہ انسان نے ابتداءً وقت کی تنظیم کے لئے سہولت کے باعث قمری حساب کو اختیار کیا، اور اسی اعتبار سے مہینون اور سالون کی تقسیم کی، چنانچہ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ دنیا کی متعدد زبانون، عربی، فارسی، ہندی، انگریزی اور خصوصاً یورپ کی اکثر زبانون مین، "مہینہ" کے لئے "چاند" ہی کا لفظ، یا اسی لفظ سے کوئی دوسرا مشتق لفظ استعمال کیا جاتا ہے، مگر جب قمری حساب کی وجہ سے موسمی فصلون خصوصاً زراعت وغیرہ مین دشواریان پیش آئین تو قمری سنہ کے ان نقائص کو بدستور چھوڑ کر شمسی سنہ اختیار کر لیا گیا،

شمسی سنہ کی ابتدا کے متعلق مصریون کا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلے انھین نے شمسی حساب کا زائچہ تیار کیا، سال کو مختلف مہینون مین تقسیم کیا، ہر مہینہ کے جداگانہ نام رکھے، چنانچہ مہینون کے نام کے سلسلہ مین یہ خاص طور پر قابل لحاظ

ہے کہ اکثر مہینون کے نام مصر کے قدیم دیوتا اور دیویون مثلاً توت ہاتور وغیرہ کے نام پر ہین،

پھر جب اسکندریہ مین قیصر جولیوس (۴۶ ق م) کا دور آیا تو اس نے ایک ہیئت دان سوسیجنیس نامی کو طلب کیا اور اس سے "تقویم جولیوسی" کے نام سے ایک تقویم تیار کرائی اور مدت تک یہی تقویم رائج رہی، مگر اس تقویم مین متعدد اہم نقائص تھے، اس لئے پوپ گرگوری نے ۱۵۸۲ء مین اس تقویم مین خاص اصلاحین کین اور اُس وقت سے اس وقت تک یہی تقویم رائج ہے،

مگر یہ اصلاح شدہ تقویم بھی بعض نقائص سے خالی نہ رہ سکی اور خود گرگوری نے ان کے انسداد کے لئے مختلف اصول مقرر کئے، مثلاً سال کے مجموعی دن ۳۶۵ اور آفتاب کے گرد زمین کی گردش کی مجموعی مدت ۳۶۵ اور چوتھائی دن مین تطابق پیدا کرنے کے لئے ہر چار برس پر فروری مین ایک دن بڑھا دیا جاتا تھا، مگر جب گرگوری کو معلوم ہوا کہ یہ شمسی سال بھی زمین کی گردش کی مدت سے ۱۱ منٹ ۱۴ سکنڈ زیادہ ہے، اور اس طریقہ سے ہر ۱۲۸ سال پر گردشِ زمین کی مجموعی مدت اور سال کے مجموعی دن مین ایک دن کا فرق پڑ جاتا ہے، اس لئے اس نے اسی سال ۱۵۸۲ء مین قیصر جولیوس سے اس وقت تک کا حساب لگا کر دس دن فاضل نکالے اور ۵ اکتوبر کو ۱۵ اکتوبر فرض کر لینے کا اعلان کیا، چنانچہ دنیا نے اس اعلان کو قبول کیا، اور اس طریقہ سے دس دن کی تلافی ہوگئی، اس کے بعد مستقبل کے لئے بھی اس نے اسی قسم کے اصول وضع کر دیئے،

لیکن ان تمام بندشون کے باوجود اگر اصولاً دیکھا جائے تو بھی ہر ۳۸۶۶ سال پورے ہونے کے بعد سال کے مجموعی دنون اور گردشِ زمین کی مجموعی مدت مین ایک دن کا فرق پڑ جاتا ہے،

لیکن اس اصلاح شدہ تقویم مین اگر صرف اس قسم کے نقائص ہوتے تو چندان ہرج نہ تھا، بلکہ اس وقت اس تقویم پر جو اصل اعتراضات ہین، وہ مہینون کا ۲۸، ۲۹، ۳۰ اور ۳۱ مین تقسیم ہونا، اور باہم ہر ایک دوسرے مہینہ کے ہر ایک ہفتہ کے ہر ایک دن مین ہمیشہ اختلاف کا پایا جانا اور اسی قسم کے بعض دیگر امور ہین، جنکی بنا پر یہ مسئلہ خاص طور پر موجبِ توجہ ہوگیا ہے، چنانچہ ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے مختلف ملکون کی طرف سے مختلف قومون کے نمایندون سے مرکب ایک مجلس کی بنا ڈالی گئی ہے، جس مین تقویم کے انھین مسائل کو پیشِ نظر رکھکر علمی و عملی حیثیت سے غور و خوض کیا جا رہا ہے،

اب تک اس مجلس کے سامنے ۳۳ قومون کی طرف سے ۱۸۵ تجویزین موصول ہو چکی ہین جن مین سب سے زیادہ معقول تجویز یہ ہے کہ سال کو ۱۳ مہینون پر تقسیم کیا جائے، اور ہر مہینہ ۲۸ دن پر مشتمل ہو، اس طریقہ سے ہر مہینہ چار ہفتون پر تقسیم ہو جاتا ہے، اور پھر ہر مہینہ کے ہر ایک ہفتہ کا ہر ایک دن بھی ایک دوسرے سے اس طریقہ سے مطابق ہوگا :-

یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

لیکن یہ نظام نامہ بھی مکمل نہین، کیونکہ اگرچہ اس طریقہ سے ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو یکشنبہ اور ۲۸ کو شنبہ، اور تمام دن ایک دوسرے کے مطابق پڑتے ہین، مگر ان تمام دنون کی مجموعی تعداد ۳۶۴ ہوتی ہے، جو گردشِ زمین کی مجموعی مدت کے مطابق ہین، اس لئے ہر سال کا یہ باقی ماندہ ایک دن، اور ہر چار سال پر جو ایک دن ماہ فروری مین اضافہ کیا جاتا تھا، ان دونون دنون کو سال کے حساب سے علحدہ رکھکر تہوار کے طور پر منایا جائیگا۔

اس لئے درحقیقت اس تجویز سے شمسی حساب کے ظاہری نقائص تو دور ہو جاتے ہین، مگر اس کا اندرونی نقص یعنی گردشِ زمین سے عدم مطابقت، اپنی حالت پر قائم ہے، دیکھئے آیندہ چل کر یہ تجویز اسی شکل مین طے پا جاتی ہے، یا اربابِ ہیئت کسی اور طریقہ سے یہ مشکل حل کرتے ہین،

"ر"

ہندوستان کی لسانی پیمایش

گذشتہ ماہ کے معارف مین ہم نے اس پیمایش سے متعلق بعض حالات مختصر طور سے اخبار علمیہ کے سلسلہ مین

دئے تھے، گذشتہ ہفتہ ٹائمس کے ادبی ضمیمہ مین اس کتاب پر تنقید شائع ہوئی ہے، اس تنقید مین اس علمی کام
کی تاریخ، طریقۂ کار اور نتائج پر بھی بحث کی گئی ہے، زیرِ تنقید حصہ اگرچہ اس سلسلہ کی سب سے آخری مطبوعہ کڑی ہے، لیکن حقیقۃً وہ
حصۂ اول کا جزوِ اول ہے، اور اس مین مرتب نے اپنے تجربات قلم بند کر دیئے ہین، اور یہ جلد پورے سلسلہ کا تمہیدی حصہ ہے، تنقید نگار
لکھتا ہے:۔

"اس تمہیدی حصہ کی جو در اصل "ہندوستان کی لسانی پیمایش" کا آخری حصہ ہوگا، اشاعت، اس علمی و انتظامی
کام کی تکمیل کرنا ہے، اس کے متعلق مرتب کا خیال ہے کہ آج تک کسی ملک مین بھی اس قسم کی کوئی علمی کوشش نہین کی گئی ہے، اس پیمایش
کی تحریک ۱۸۸۶ء مین وائنا کی مجلسِ مستشرقین کے اجلاس مین کی گئی تھی، اور ۱۸۹۴ء مین حکومت نے اس کام کو شروع کر دیا، ابتداء سے
انتہا تک یہ کام سر جارج گریرسن کے ماتحت انجام پاتا ہے، اس مین ۱۷۹ زبانون اور ۵۴۴ بولیون کی تنقید و تقسیم کی گئی ہے اور نثری
نمونے اور الفاظ دیئے گئے ہین، یہ مدراس اور برما کے صوبون اور حیدرآباد اور میسور کی دیسی ریاستون کے علاوہ تمام ہندوستان
کے زبانی حالات پر مشتمل ہے، اس استثنا کا سبب نہین بتایا گیا ہے، مگر اتنا معلوم ہے کہ اب برما مین بھی یہ کام شروع کر دیا گیا ہے،
سر جارج نے اس سلسلہ کی ترتیب مین جس قابلیت، جس تجربہ اور جس محنت و مشقت کا ثبوت دیا ہے، وہ اس کے لئے
یقیناً مستحقِ مبارک باد ہین، نہ صرف یہ کہ ان کو اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے لوگون کو آمادہ کرنے مین سخت زحمت پیش آئی، بلکہ
دورانِ جنگ مین جہازون کی غرقابی کی وجہ سے کتنے بیش بہا پروف برباد گئے، لیکن اس کے ساتھ ہی انھون نے تمام ذخیرہ کو
نہایت ہی استادانہ طریقہ سے کام لیتے ہوئے ظرافت کو بھی ہاتھ سے جانے نہین دیا ہے، مثلاً ایک جگہ لکھتے ہین، کہ دارجیلنگ کے
قریب کی ایک نوآبادی کے لوگون سے ان کی زبان کا نام بڑی مشکل سے دریافت کیا جا سکا، لیکن جب یہ تحقیق کی گئی تو معلوم
ہوا کہ یہ نام نہ تھا بلکہ اس کے معنی یہ تھے کہ "مین نہین سمجھتا آخر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"

تمام انسانی اعمال و مساعی مین زبان سب سے بڑا معما ہے ایک جگہ یہ آسان ترین ہے، اور دوسری جگہ مشکل ترین، ایک
مقام پر بالکل ابتدائی ہے تو دوسری جگہ قدیم ترین ایک طرف یہ بالکل وقتی چیز ہے کہ زبان ہر سال بدلتی ہے، اور دوسری
طرف نہایت مستقل کہ تاریخی منطقی الفاظ اب تک سینکڑون کی زبانون مین موجود ہین، ان کے سیکھنے کے لئے یا تو کمالِ علم کی ضرورت

یا پھر جاہل و امی نہایت آسانی سے متعدد زبانین بولنے لگتے ہین، رہا یہ سوال کہ کیا دنیا کی تمام زبانین ایک مشترکہ مرکز مینارۂ
بابل" سے ہی نکلی ہین، اس وقت جبکہ ابتداءِ بنی نوعِ انسان کا مسئلہ طے ہو جائیگا حل نہ ہوگا، سر جارج نے اسی لئے نسلیات
و السنہ کے مشترکہ نظریہ کو اپنے زیرِ نظر نہین رکھا ہے، بلکہ ان کا خیال ہے کہ دونون کو ایک ساتھ رکھنے سے اس مین بہت سی
رکاوٹین پیدا ہوئی ہین، مثلاً ان کو بلوچستان مین دروپدی قوم کے لوگ دروپدی زبان بولتے ہوئے ملے ہین، حالانکہ نسلی
اعتبار سے کوئی تعلق نہین، اسی طرح آسٹریلیا اور نیوگینیا مین لسانی تعلق موجود ہے، لیکن نسلی مفقود، اس کے برخلاف مشرقی افریقہ
سے نسلی جغرافی تعلقات کے متعلق متعدد نظریئے قائم کئے جا چکے ہین، لیکن لسانی حیثیت سے کوئی بھی مشابہ نہین ہے،

سب سے آخر مین ہندی یوروپین خاندان کا تذکرہ ہے کہ اسی جماعت کی اقوام و السنہ کی انسانی تاریخ مین ممتاز و
غالب رہی ہین، انھون نے اس خاندان کو دو بڑی شاخون مین تقسیم کیا ہے، مشرقی و مغربی اور پھر مشرقی کی ۲ شاخین بتائی
ہین، اور ان مین سے ایک "آرین" ہے، اس کے متعلق ان کا خیال ہے کہ ایران و ہندوستان مین محدود ہے، ان کا
بیان ہے کہ انگریزون کو اپنے کو آرین کہنے کا کوئی حق نہین ہے، ہم کو افسوس ہے کہ مدراس کی السنہ کے فقدان نے اس
بحث مین کافی دلچسپی پیدا نہین ہونے دی، ورنہ وہان کے اصحابِ علم سے یہ معلوم کرنا بہت دلچسپ ہوتا کہ آریہ اور نا آریہ
(غیر آریہ) مین کیا فرق ہے، اور برہمنون ہی نے اول الذکر خطاب پر کیون قبضہ کر رکھا ہے؟

ہورنلے (HOERNLE) کی طرح شاید سر جارج کا بھی یہی خیال ہے کہ اس ملک پر ہندی آریون
کے دو حملے ہوئے، اور دوسرے حملہ والون نے پہلے آنے والون کو اندرونِ ملک مین ڈھکیل دیا، چنانچہ صفحہ ۱۱ کے مقابلہ مین
جو لسانی نقشہ دیا گیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وہ آرین جماعت ہے جو وسطی جنوبی ہند پر حاوی ہے، اور دوسری
وہ ہے، جو ایک حلقہ کی طرح پشاور سے بہار اشٹر اڈ بنگال تک، اول الذکر جماعت کو گھیرے ہوئے ہے تیسری صدی
قبل مسیح تک، ان علاقون مین سنسکرت اور پراکرت پھیل چکی تھی، ہندوستان کے جنوبی و وسطی علاقون کی زبانین
اسی پراکرت کی بیٹیان ہین، اور ان مین ہندوستانی، مرہٹی اور بنگالی قابلِ ذکر ہین، کہ ان مین بہت زیادہ علمی و ارتقائی
صلاحیت ہے،

"ن"

اس پیمایش کے سلسلہ مین ایک جدید ایجاد سے بھی کام لیا گیا ہے، اور وہ گرامفون ہے بعض زبانون مین لفظ کے معنی بالکل تلفظ و آواز پر مبنی ہوتے ہین، اور اس حیثیت سے یہ آلہ بہت کارآمد ثابت ہوا ہے، اس وقت ۰۰ زبانون کے ریکارڈ تیار ہو چکے ہین، اس کتاب کی ۱۱ جلدین ہین، اور ان کی مجموعی ضخامت دس ہزار صفحون کی ہے، اس سلسلہ مین اب صرف جلد اول کے حصہ دوم و سوم کی اشاعت باقی ہے، حصہ دوم مین ۲۷۸ زبانون اور بولیون مین سے ہر ایک کے ۱۶۸ منتخب الفاظ دیئے گئے ہین، اور یہ حصہ زیر طباعت ہے، اور حصہ سوم جو ہندی آرین الفاظ کا ایک مستند لغت ہوگا زیر ترتیب ہے، اسے جامعہ لندن کے استاذ سنسکرت پروفیسر آر ایل ٹرنر مرتب کر رہے ہین، پروفیسر ٹرنر، ہندو یونیورسٹی بنارس مین ہندوستانی زبانون کے استاد بھی رہ چکے ہین،

ہم کو اس علمی پیمایش کی قدر و قیمت سے انکار نہین اور ہم اس پر سر جارج اور ہندوستانی حکومت کو مبارکباد دیتے ہین لیکن غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا اس لسانی تقسیم سے متحدہ ہندوستانی قومیت کی عمارت کی تقسیم کا کام تو نہ لیا جائیگا، اور اس طرح مذہب و نسل کے بعد زبان کی تیسری خلیج حائل ہو جائیگی، ایشیا و یورپ کے متعدد ممالک مین اس حربہ سے کام لیا گیا ہے اور اس وقت تو یورپ کی تقسیم بڑی حد تک اسی اصول پر ہے، آیندہ واقعات اس شک کو بہتر طریقہ سے دور یا مستحکم کر سکین گے،

"ن"

نٹشے

مشہور جرمن فلاسفر فریڈرک نٹشے کی سوانحعمری اور اس کے افکار و خیالات اور تصانیف پر بحث و تبصرہ ہے، مصنفہ پروفیسر مظفر الدین ندوی، ایم اے،

حجم ۱۰۲ صفحے، قیمت عہ

"منیجر"

اخبار علمیہ

سنہ ۱۹۲۶ء مین موٹرون کی صنعت

موٹر کا استعمال جس کثرت سے دنیا مین بڑھ رہا ہے، اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ سنہ ۱۹۲۶ء مین صرف امریکہ مین ۳۳۹۴۴۲۵۵ موٹرین بنائی گئین، یعنی ۳۹۱۰۰۰، ۲۹۳ موٹر گاڑیان تھین اور ۵۵۰،۴ لاریان، بندگاڑیون کی تعداد ۶۸۰۰۰۰ ہے، انکے بنانے مین صرف امریکہ اور کناڈا مین ......۲۵۰،۵ ڈالر خرچ ہوئے ہین، اس صنعت مین کام کرنیوالون کی تعداد ۷۶۵۰۰۰ ہے، موٹر ٹائر جو اس سال تیار کئے گئے ہین انکی تعداد ......۶۶ ہے، یعنی ان سے کرۂ ارض کو کئی بار لپیٹا جا سکتا ہے، اس سال جتنی گاڑیون کو رجسٹرڈ کرایا گیا ہے انکی تعداد ......۲۸۹ ہے، صرف امریکہ مین ۲۲۱۲۵۰۰۰ موٹرین رجسٹرڈ کرائی گئی ہین، ان کی ساخت مین جتنا شیشہ خرچ ہوتا ہے وہ تمام مصنوع شیشہ کا نصف ہے، اور ان موٹرون کے لئے اس سال جو تیل خرچ ہوا ہے اس کی تعداد ......۳۹ گیلن ہے، اور گیسولائن کی ......۹۶۹۷ گیلن ہے،

کرۂ ماہ کا نمونہ

لاس انگلس کا ایک مشہور ماہر امراض چشم مارس بام گرٹ آج کل گل پیرس سے چاند کا کرہ تیار کرنے مین مشغول ہے وہ اس کی تعمیر مین آلات دندان سازی سے کام لے رہا ہے، اور رصد خانہ کاونٹ ولسن کے چاند کی تصویرون اور اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر اس کے تمام حالات کا اس کرہ پر نقشہ بنا رہا ہے، اس نمونہ کا قطر ۱۴ انچ ہوگا، اور علمی رسالہ سائنٹفک امریکن کا خیال ہے کہ وہ ہر صورت سے مکمل ثابت ہوگا،

حیات بعد الموت

آج کل انگلستان کے دو ماہر علوم فاضلون مین مذکورۂ بالا موضوع پر ایک طویل سلسلۂ بحث جاری ہے، یہ دونون

سر آرتھر کیتھ جو ڈارون کے نظریے کے قائل ہین انگلستان کی علمی مجلس کے صدر ہین، اور سر اولیور لوج جو روحانیات کے استاد سمجھے جاتے ہین،

اول الذکر بزرگ کا دعویٰ ہے کہ دماغ اور روح ایک زندہ بھیجے کے مختلف جلوے ہین جسطرح چراغ کے بجھنے کے ساتھ ہی روشنی غائب ہوجاتی ہے، اسی طرح بھیجے کی موت کے ساتھ روح اور دماغ کا وجود بھی فنا ہوجاتا ہے، سر لوج کا جواب ہے کہ بھیجہ اور دماغ دو مختلف چیزین ہین، اور پہلی چیز ایک آلہ ہے نہ کہ اصل حقیقت، اور اس کی مثال آلات موسیقی کی سی ہے کہ ان کے ٹوٹ جانے سے نفس موسیقی فنا نہین ہوجاتی،

سر آرتھر کنن ڈائل جو روحانیات کے استاذ ہونے کے علاوہ شرلاک ہومز کے افسانہ نگار کی حیثیت سے بھی بہت مشہور ہین، سر لوج کے موئد ہین، ان کے علاوہ مذہبی فرقہ نے بھی اس مین حصہ لینا شروع کیا ہے، اس بحث کا ظاہری نتیجہ وہی ہوگا جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے، اور دعوی کا ثبوت سر کیتھ کو "بعد الموت" خود مل جائیگا،

تیز رفتاری کے اعداد

انسان کو اپنی محدود حیات کا یقین ہے اس کے ساتھ اس کے سامنے ایک غیر محدود لائحہ عمل ہے، اور اس کو جلد سے جلد مکمل کرنے کے لئے وہ ہر شے کی تعجیل پسند کرتا ہے، تیز رفتاری اسی قسم کی ایک کوشش ہے، مختلف آلات اور ذاتی حیثیت سے اس وقت تیز رفتاری مین جو مرتبہ حاصل کیا گیا ہے وہ ذیل کی اعداد سے معلوم ہوگا، اب انسان نہ صرف زمین پر چلتا ہے، بلکہ دوڑتا بھی ہے،

ہوائی جہاز	۲۷۸٫۴۸ میل فی گھنٹہ	موٹر کار	۲۰۳٫۷۹ میل فی گھنٹہ
ریل	۱۲۰ میل فی گھنٹہ	موٹر کشتی	۷۰ میل فی گھنٹہ،
گھوڑا	۱ میل ایک منٹ ۳۴ ۴/۵ سکنڈ	آدمی	ایک میل ۴ منٹ ۱۰٫۴ سکنڈ

جس موٹر کی یہ رفتار ہے اس کا مالک میجر سی گریو ہے، اور جو شخص تیز دوڑتا ہے اس کا نام پی، نورمی ہے،

بچون کا ورزش خانہ

ایک جرمن فوجی افسیر میجر نیومین نیوروڈ نے برلن مین بچون کے لئے ایک ورزش خانہ قائم کیا ہے، وہ ایان بچون کو اس اکھاڑے مین تنگ ورزشی لباس مین لاتی ہین، اور ان بچون کو فلالین پوش میزون پر لٹا دیا جاتا ہے، اور اس کے بعد بڑے لڑکون کی طرح کسرت کے طور پر ان کے اعضا کو حرکت دیجاتی ہے، ہر بچے کے لئے ایک شخص مقرر ہے، یہ بچے کم از کم پانچ ماہ کے ہوتے ہین میجر مذکور نے سب سے پہلے اپنے بچون پر تجربہ کیا، اور جب اس میں کامیابی ہوئی تو اس نے یہ عام ورزش خانہ قائم کیا، اس کا بیان ہے کہ اگر بچون کو اس طرح سے ورزش دیجائے تو ان کی بالیدگی مین بہت ترقی ہوتی ہے، اور وہ اعصابی مرض سے محفوظ رہتے ہین،

دنیا کی سب سے قیمتی تصویر

فنون لطیفہ کے نمونون اور اثری چیزون کی حفاظت و قدردانی کا جو عام شوق یورپ مین عموماً اور متمول امریکہ مین خصوصاً پیدا ہوگیا ہے، وہ ایک بڑی حد تک جنون کے درجہ تک پہونچ چکا ہے، آج سے چند سال پہلے سر جارج فنینگس بارد کی ایک تصویر ایک شخص کے ہاتھ ۸ لاکھ ڈالر مین فروخت کی تھی، رفائل ایک مشہور ترین مصور ہے، اس کی بنائی ہوئی دو تصویرین ابھی ابھی فروخت ہوئی ہین چھوٹی تصویر کی قیمت ۸ لاکھ ڈالر ہی ہے اور بڑی کی ۵۰۰۰۰۰ ڈالر، یہ تمام تصویرین اس وقت ریاستہائے متحدہ امریکہ مین ہین،

عینی شرح بخاری

امام بدر الدین عینی حنفی کی شرح بخاری جو پہلے پہل ۱۳۰۸ھ مین قسطنطنیہ مین چھپی تھی، وہ مدت سے ختم ہوچکی تھی اور شائقین کو اس کی طلب باقی تھی، خوشی کی بات ہے کہ اب وہ مصر مین دوبارہ نہایت اہتمام سے چھپ رہی ہے، اور اس کی چند جلدین تیار بھی ہوچکی ہین،

علامہ ابن تیمیہ کا ایک نیا رسالہ

مطبعۂ سلفیہ مصر سے علامہ ابن تیمیہ کا ایک رسالہ القیاس الشرعی چھپکر شائع ہوا ہے، اس کا نام القیاس الشرعی ہے

جس مین علامۂ موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ صحیح شرعی قیاس عقل صحیح کے خلاف نہین ہو سکتا، اگر ہو تو سمجھنا چاہئے کہ خود قیا[س]

مین کوئی غلطی ہے، یہ اصل رسالہ تو صرف ۲۰ صفحون کا ہے، مگر اس کے ساتھ اس مسئلہ کے ثبوت اور تفصیل پر علامۂ ممدوح کے

مایۂ ناز شاگرد حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین مین جو کچھ لکھا ہے، اس کو بھی شامل کر دیا گیا ہے، اس سے کتاب کا حجم سا[ٹھ]

صفحات کے قریب ہو گیا ہے،

بعض صوبون کے تعلیمی اخراجات

مندرجہ ذیل اعداد ہندوستان کے پانچ بڑے صوبون کی آبادی کے ساتھ ان کے تعلیمی اخراجات کو ظاہر کرتے

نمبر شمار	صوبہ	آبادی	سرکاری تعلیمی اخراجات
۱	مدراس	۴۲۳۱۸۹۸۵	۱۶۱۳۸۵۴۸ روپیہ
۲	بمبئی	۱۹۳۴۸۲۱۹	۱۰۴۴۶۱۶۵ "
۳	بنگال	۴۶۶۹۵۵۳۶	۱۳۳۸۲۹۶۲ "
۴	صوبجات متحدہ	۴۵۳۷۵۷۸۶	۱۶۲۲۸۴۹۰ "
۵	پنجاب،	۲۰۶۸۵۰۲۴	۱۱۸۴۴۳۶۴ "

ان اعداد کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت بمبئی تعلیم مین سب سے زیادہ خرچ کرتی ہے، اور حکومت بنگال سب سے

انگلستان کے دولت مند

حکومت متحدہ (انگلستان آئرلینڈ، اسکاٹلینڈ وغیرہ) مین اس وقت ۵۶۲ لکھ پتی ہین، ان مین سے ۱۳۰ ایسے

جن کی آمدنی ایک لاکھ پونڈ یا اس سے زیادہ ہے،

شاہ اطالیہ کا فنی عطیہ،

اطالیہ کے مشہور شہر نیپلس مین فنون لطیفہ کا عجائب خانہ قائم کیا جا رہا ہے، اور شاہ اطالیہ نے اس کے لئے ۴۰

تصاویر اور ۸ مجسمے دیئے ہین، یہ چالیسون تصویرین ۴۰ مختلف مصورین کی ہین،

ادبیات

اتراک بہ افغان

بخاکپائے اعلیحضرت پادشاہ افغانستان،

امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ

عنوانِ بالا سے قسطنطنیہ سے ایک مطبوعہ فارسی نظم موصول ہوئی ہے، یہ وہ منظوم تہنیت نامہ ہے جو

دار الفنون ترکیہ (ترکی یونیورسٹی) قسطنطنیہ کے اساتذہ اور معلمین کی طرف سے، وہان کے پرگو شاعر فارسی فرید آفندی

نے شاہِ افغانستان کے ورودِ قسطنطنیہ کے موقع پر پیش کیا،

فرید آفندی نے یہ نظم مثنوی کی بحر مین شاہنامۂ فردوسی کے طرز و اسلوب پر لکھی ہے، آخر مین خود ادھر اشارہ کیا ہے،

نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر چھاپی گئی ہے، متن کی زمین یا حوض ہلکے سبز رنگ کا ہے، جس مین باریک سفید

پھول بنے ہین، حاشیہ پر نہایت عمدہ نیلے رنگ کی بیل ہے، ٹائپ مین چھپی ہے، ہر صفحہ مین چار شعر ہین، اور ہر سطر

مین ایک ایک مصرع، مطبع اوقاف قسطنطنیہ نے اس کو چھاپا ہے،

گو یہ نظم بعض اردو اخبارات مین شایع ہو چکی ہے، لیکن اس کی تاریخی اہمیت کے لحاظ سے ہم معارف کے صفحات

کو بھی اس سے خالی نہین رکھنا چاہتے،

ایا پادشاہ معالی پناہ	امینِ خدا و امانِ آلہ،
توئی آن حکیم پسندیدہ کار	ز ہر سو گرہ بازد بتو روزگار
توئی آن خداوند والا نژاد	خداوند راد و خداوندزاد

کہ در عہدت اے خسرو کاردان
دل آسودہ ہستند افغانیان،

بسان بہشت است افغان زمین
ز آسیب یزدان نگاہ دش این

بفرمودی ارزان چو بین قدم
ازین لطف خرم شد این مرز و بوم

بمجی ملت شدی میہمان
زہے میہمان و زہے میزبان

دو دا ور بدادید با یکدگر
دو دست موالات فیروز تر

پہ جوہر مرغ دارد صغیر دگر
صفیرم ہمین ست اے دادگر

ہر آنکس کہ روشن دلست و زکی
درین گر تامل کند اندکی

بہ بیند کہ حالے دگر شد جہان
نہ این ست این و نہ آنست آن

دگر شد زمین و دگر شد زمان
زمان خصم جہل ست بس بی زبان

بدادہ است آن خالق خیر و شر
کلید تصرف بدست بشر،

نمودہ است در دی خدا قدرتش
گہرہاے پر مایہ حکمتش،

مسخر بدو گشت کوہ و زمین
ز من گفتہ ام گفت ایزد چنین

بشر ہست دانائے راز کہان
ہمو ہست گنجور گنج نہان

خودش با خرد در گزیند مقام
دم اندر ستاند ز خاور پیام

نہ کامی زند خود نہ جائی رود
ز اقصائے عالم صدی بشنود

گرز ما تو ردا ست مانند برق
بسیر براقش چہ غرب و چہ شرق

بیال براقش بدزد سحاب
چو ماہی یونس رود در عباب

ببین این خوارق کہ بینی دران
چہ معنی ست معنی طے مکان

ببین این بدایع کہ دانی ہمان
چہ فوے ست فوی طے زمان

لہ معارف: ۹

خزانہ است اینہا طلسمش علوم
نہ بل قدرۃ اللہ کہ اسمش علوم

ہر آنکس کہ باشد عدوی نوے
اگر زاولی و اگر غزنوی

ہمین بود مطلب بدان بیمال
کمال جہان و جہان کمال

بلی او جہان ست اندر جہان
عدیلش ندیدہ ست چشم زمان

بنیروی تیغ و بزور دہا
زبند بلاد او ما را رہا

بیکدست سیف و بدیگر قلم
بکیوان رسانید ماہ علم،

زایزد مراہست ہر دم نیاز
دہد ہر دو را زندگانی دراز

ہمی خواہم اے شاہ فرخندہ فال
بعز حضورت کنم عرض حال

پینچی سرا در چو من پیر زال
درست ار نگوید بگردد وبال

شمار سنینم بپایان رسید
کلاغ سیہ گشت باز سفید،

مکن زینہارش حمایت شہا
بجانت کہ باشد وجودش بلا

کہ فکرش سقیم ست و رایش عقیم
نباید کہ باشد بملکت مقیم

چہ گر نام نغمش ہمین و ہموست روی
درو او چون ستور است کردار و خوی

چہ گر پائے او چون ستوران نہ چار
وے مغز دارد کہ ناید بکار

زہر بد چنین آدمی بد تر است
کہ عقلش پژولیدہ رای ابتر است

بدانش بود مملکت در خوشی
بجہل اندرونست محنت کشی

تو دانی کہ علم ست نور مبین
سلامت بجز راہ دانش مبین

بسی امرہا آمد اندر نبی
بفرمودہم در حدیثش نبی
ولہ

کہ گر علم باشد در اقصای چین
برو تا بدانجا و دانش بچین

لہ معارف وکتاب الٰہی

ہمین ہست امر خدا و رسول — ازان رو نگرداند الا جہول

حکیم معلا لقب پیر طوس — کہ شہنامہ اش ہست گنج عروس

شدم پیر دآن امیر سخن — ز فرزند ناصر ولی را دمن

پریشان بگفتم ایا شہریار — زگفتار بے مایہ ام در گذار

گریبان گرفتہ است پیری مرا — نماندہ است تاب و دلیری مرا

ز نغز آید آہنگ پیر دژم — کہ چنگش شکستہ است وبے زیر و بم

بباید کز من بس بگویم تنہا — ترا د با آل و تبار و دعا

باولاد و احفاد و آل و تبار — بزی سالہا اے شہ کامگار

تاریخ فقہ اسلامی

معزی عالم خضری کی تاریخ التشریع الاسلامی کا ترجمہ، از مولوی عبد السلام ندوی، جس مین ابتدا سے ہر دور کی فقہ اور فقہا پر مکمل اور ایسا تبصرہ ہے، جس سے جدید فقہ کی ترتیب مین مدد مل سکتی ہے، حجم ۴۹۰ صفحے، قیمت للعہ،

خلفاے راشدین رض

سیر المہاجرین کا حصہ اول (از مولوی حاجی معین الدین صاحب ندوی) یہ چارون خلفا کے ذاتی اخلاق و فضائل اور مذہبی و سیاسی کارنامون اور فتوحات کا آئینہ ہے، حجم ۳۰۵ صفحے:۔

قیمت:۔ ؎ ہے

"منیجر"

باب التقریظ والانتقاد

اسلامی لغت

مولفہ مولوی سید حامد حسن صاحب رضوی (علیگ) مطبوعہ نگار مشین پریس لکھنؤ، ضخامت ۷۲۸ صفحے، تقطیع بڑی، قیمت عہ،

اسلامی لغت سے مقصود ان الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح ہے، جو اسلام کی فقہ، الہیات، اور تصوف وغیرہ دیگر مذہبی علوم مین مستعمل ہین، اور جن کے سمجھنے مین غیر مسلمانون کو دقتین پیش آتی ہین، اس ضرورت کا احساس سب سے پہلے عیسائی مشنریون کو ہوا، اور اسی ضرورت کو پیش نظر رکھکر پشاور کے پادری ریورنڈ ٹی پی ہگس پریٹری صاحب نے ایک ضخیم جلد مین بزبان انگریزی ڈکشنری آف اسلام لکھی،

اسلامی لغت کے مؤلف نے اس کتاب کو سامنے رکھکر اپنی کتاب کی تالیف شروع کی، اور بہت سی باتین اضافہ کین، اونھون نے شرعی الفاظ اور مذہبی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ، مسلمان اقوام، مسلمان علما و فضلا، اور مسلمانون کے غیر مذہبی علوم کی اصطلاحات اور تاریخ کو بھی اس دائرہ مین داخل کرلیا،

عربی اور فارسی مین علماے اسلام نے اس قسم کی متعدد کتابین لکھی ہین جن مین غالباً سب سے اول قابل ذکر کتاب ابو عبد اللہ بن احمد خوارزمی کی مفاتیح العلوم ہے، جس نے فقہ، کلام، نحو، شاعری، انشا، تاریخ، فلسفہ، منطق، طب، ہندسہ، نجوم، موسیقی، آلات، کیمیا پندرہ علوم و فنون کی اصطلاحات کو بترتیب علوم غائت تحقیق کے ساتھ لکھا ہے، ساتھ ہی غیر عربی زبان کے اصطلاحات کا پتہ لگایا ہے، وہ کس زبان سے عربی مین آئے، اور ان کی اصل کیا ہے، یہ کتاب لیڈن کے مطبع بریل سے ۱۸۹۵ء مین چھپکر شائع ہوئی،

اس فن کی مختصر کتاب علامہ شریف جرجانی (علی بن محمدؒ) کی کتاب التعریفات ہے، جس مین حروف ہجا کی ترتیب سے علامہ ممدوح نے فقہ، تصوف، نحو و ادب، فلسفہ و کلام وغیرہ کی اصطلاحات کی تشریح کی ہے، یہ کتاب مطبعہ خیریہ مصر مین

سنہ ۱۳۰۳ھ مین چھپی ہے، لیکن اس فن کی سب سے جامع، سب سے ضخیم اور سب سے مفصل کتاب خود ہندوستان کے دل ودماغ کی ممنونِ احسان ہے، یہ مولانا محمد علی تھانوی (تھانہ بھون سہارن پور) المتوفی سنہ کی کشاف اصطلاحات الفنون ہے، جو دو بڑی جلدون مین بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے اہتمام اور تصحیح سے سنہ ۱۸۶۲ء مین چھپ کر شایع ہوئی، پہلی جلد سے الف سے ص تک "اور دوسری "ض" تک پر مشتمل ہے، کلیات ابو البقا بھی اسی قسم کی کتاب ہے اور چھپ چکی ہے،

اردو مین ایک ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی جس مین اسلامی علوم وفنون اور خصوصاً مذہبی اصطلاحات کی محققانہ تشریح ہو، ظاہر ہے کہ یہ کام ہمارے علمائے کرام کے کرنے کا تھا، گو ان کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ظاہری ومعنوی فضیلت عطا کی ہے، لیکن چونکہ ان کو اردو سے دلچسپی نہین، اس لئے اس ضرورت کا بھی احساس نہین، حالانکہ انقلابِ زمانہ سے اب مسلمانون کا خود یہ حال ہو رہا ہے کہ معمولی اصطلاحات کا بھی سمجھنا ان کے لئے بار ہو رہا ہے، انگریزی خوان طبقہ کو سب سے زیادہ اس کی ضرورت پیش آتی ہے، اور معمولی کتبِ لغات اس بارہ مین ان کی کوئی مدد نہین کر سکتین، ان حالات مین اگر ایک غیر عالم نے اس فرض کا احساس کیا اور بقدر استطاعت اس کو انجام دیا، تو وہ صد درجہ تعریف وتحسین کا مستحق ہے،

پیش نظر کتاب اس لغت کی پہلی جلد ہے، جو "الف" سے "ث" تک کے الفاظ ومصطلحات پر مشتمل ہے، مؤلف نے الفاظ ومصطلحات کے علاوہ انبیا علیہم السلام، مشاہیر فضلائے اسلام، مسلمان فرق واقوام اور اسلامی علوم کے حالات کی تاریخین بھی بیان کی ہین، اور قدیم معلومات کے ساتھ جدید معلومات کو بھی پیوند کیا ہے، علوم جدیدہ کی اصطلاحات بھی کہین کہین اضافہ کی ہین، شرعی اصطلاحات کے بتانے مین شیعہ اور سنی دونون فرقون کا خیال کیا ہے، اور دونون کے نقطۂ نظر کو ظاہر کیا ہے،

کتاب کا ماخذ ڈکشنری آف اسلام کے علاوہ اردو کی مستند کتابین، اور مضامین ہین جو مختلف رسالون مین شایع ہوئے ہین، اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ غیر محسوس طریقہ سے اردو ادبیات کا ذخیرہ کتنا بڑھ گیا ہے، کہ انکی مدد سے ایک ایسی کتاب مرتب کیجا سکتی ہے، کتاب مین کہین کہین مسامحات اور لغزشین بھی ہین، مثلاً اقنوم پر انھون نے عربی کا اشارہ کیا ہے، حالانکہ یہ یونانی ہے، تفسیر کے ذیل مین لکھتے ہین کہ چوتھی صدی کی ایک تفسیر بھی موجود نہین، حالانکہ ابن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ کی تفسیر ۳۰ جلدون مین مدت سے چھپکر شایع ہے، بعض تاریخ ابن سعد کی کتاب کا نام طبقات الصحابہ بتایا گیا ہے، حالانکہ اس مین سیرۃ نبوی بھی ہے، اور تابعین کے حالات بھی ہین، کتاب کا مطبوعہ

نام تو طبقات کبیر اور ہے، مگر حاجی خلیفہ نے طبقات الصحابہ والتابعین کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے، طبقات الشعرا کا ذکر سلسلۂ اسماء الرجال مین مسامحت ہے، نیز طبقات ابن سعد کے بعد فوراً ہی اس کا درجہ بھی نہین، ابن قتیبہ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ کی تالیف طبقات الشعرا صرف عرب کے جاہلی اور بعض اسلامی شعرا کے حالات مین ہے، اور اس فن طبقات الشعرا مین اس سے پہلے ابن سلام جمحی المتوفی سنہ ۲۳۲ھ کی کتاب طبقات الشعرا ہے، جو یورپ اور مصر دونون جگہ چھپ چکی ہے، فتوح البلدان اور فتح الامصار بلاذری کی دو کتابون کے نام نہین، انکی دوسری کتاب انساب الاشراف ہے، بیت الحکمۃ کے تحت مین بغداد کے مشہور بیت الحکمہ کا ذکر ضروری تھا، بیت البرید نظر سے نہین گذرا، دار البرید تو آیا ہے، خود برید کا لفظ چھوٹ گیا، حالانکہ اس کے متعلق بڑا مواد اردو مین موجود تھا، بیت الحرام کو بیت الحرام اس لئے نہین کہتے کہ وہ بسبب تعظیم کے بہت سی چیزین خدا تعالیٰ نے اس مقدس مقام مین حرام کی ہین جو دوسری جگہ حرام نہین، بلکہ حرام کے معنی ہی محترم ومعظم کے ہین، اہل عربی لفظ البیت المحرم صفت موصوف ہے، خاندانِ برامکہ کے پہلے مسلمان بانی کا نام جعفر کہنا، اور اس کو مشہور حکیم جاماسپ کا بیٹا کہنا مشکوک ہے،

ثمود کے ذکر مین صاحب ارض القرآن (ایڈیٹر معارف) کے حوالہ سے مؤلف لکھتے ہین،

"صاحب ارض القرآن نے لکھا ہے کہ اونٹنی تھی جسکو قوم ثمود نے بطور سانڈ کے چھوڑ دیا کہ یہ خدا کی اونٹنی ہے"

مگر صاحب ارض القرآن نے تو یہ کہین نہین لکھا ہے، ارض القرآن کی عبارت مذکورہ تو یہ ہے،

"قرآن مجید کی آیتون کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم جانورون پر ظلم کرتی تھی، خدا نے ایک اونٹنی کو نشانی بنایا کہ جس دن تم نے اس کو ستایا وہی عذاب کا دن ہوگا، (ارض القرآن ۲-۱۹۷)

اور بھی بہت سی باتین گرفت کے قابل ہین لیکن ہم باین ہمہ اس کتاب کا خیر مقدم کرتے ہین، اور اس کو اپنی زبان کے ذخیرہ مین ایک عمدہ اضافہ سمجھتے ہین، اور مؤلف سے توقع رکھتے ہین کہ آیندہ جلدون مین وہ اور زیادہ تحقیق وکاوش سے کام لین گے، نیز لغات کی کتاب مین صحتِ طبع کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، کہ وہ سند کی حیثیت رکھتی ہے،

"س"

مطبوعاتِ جدیدہ

تذکرۂ بابر، مصنفہ مولانا محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور امور مذہبی، ریاست حیدرآباد، صفحات ۶۰، قیمت ۶؍ کتب خانہ مسجد چوک حیدرآباد دکن،

آج سے تقریباً ۲۹ سال پہلے مولانا موصوف نے دکن کے مشہور رسالہ حسن مین اس نام سے حکومت مغلیہ ہند کے اولین حکمران شہنشاہ بابر کے حالات لکھے تھے، اور اس مضمون کی جامعیت، حسنِ بیان، تسلسلِ مضامین اور تاریخی تحقیقات کی بنا پر مولانا کو ایک اشرفی کا مقررہ انعام بھی ملا تھا، اب اگرچہ ماخذون کی فراوانی نے اس مضمون کو وسیع تر کر دیا ہے لیکن پھر بھی آج سے تیس سال پہلے فرشتہ اور تزک بابری سے جو کچھ بھی معلوم ہو سکتا تھا، اس کے لحاظ سے یہ مضمون مکمل اور اس ابتدائی علمی بیداری اور جدید طریقۂ تحقیق کی ایک اہم مثال ہے، چنانچہ مولانائے ممدوح نے اسی خیال سے اس مضمون مین کسی قسم کی تبدیلی جائز نہ رکھی، اور ۱۸۹۹ء کا شائع شدہ مضمون بعینہٖ ہمارے سامنے ہے اور آج بھی اسی طرح قدر کا مستحق ہے، جس طرح وہ آج سے انتیس سال پہلے تھا،

عمر خیام، ایک صوفی کی حیثیت سے، از جے، ای سکلاتوالا صفحات ۵۲، قیمت ہے رسراب بازار بائیکلہ بمبئی،

علامہ شبلیؒ نے خمریاتِ خیام کے سلسلہ مین لکھا تھا کہ "وہ فلسفی اور حکیم تھا، صوفی نہ تھا، ورنہ حافظ کی طرح شراب "شرابِ معرفت بن جاتی"، اگر آج مولانا زندہ ہوتے تو ان کو نظر آتا کہ کس طرح آج عمر خیام کی معتقد جماعت، اس کی پرکیف شراب کو "شرابِ معرفت" بنا رہی ہے،

مسٹر سکلاتوالا عمر خیام کے ایک دیرینہ مداح ہین، اور نہ صرف یہ ہے کہ ان کے پاس "خیامیات" کا ایک بڑا مجموعہ ہے، بلکہ انھون نے خود اس موضوع پر متعدد رسائل لکھنے کے علاوہ، برمی، ہندی، آسامی وغیرہ مین رباعیات کے تراجم کا سامان کر رکھا ہے، وہ عمر خیام کو ایک دنیاوی میخوارِ مدہوش نہین دیکھ سکتے تھے، اسلئے انھون نے اُسے "مستِ مئے الست" ثابت کرنے کے لیے یہ رسالہ لکھا ہے، رسالہ مین تصوف سے متعلق یورپ مین مصنف کے بہترین خیالات کو جمع کیا ہے، اور ان کی روشنی مین "فنا فی اللہ" کو حیاتِ انسانی کا مقصدِ وحید قرار دیکر، عمر خیام کو اسی روشنی مین ایک صوفی صافی بتانے کی کوشش کی ہے، یون تو یہ رسالہ بہت ہی اچھا ہے، انگریزی بھی بہت شستہ ہے، مگر ایک دو جگہ عجیب و غریب غلطیان ہو گئی ہین، مثلاً صفحہ ۳۰-۳۱ پر سوامی گوبند اچاریہ کی جو عبارت تصوف و شاعری سے متعلق "وادین" کے بیچ مین لکھی گئی ہے وہی عبارت مصنف نے لفظ بلفظ ص۸ پر اپنی طرف سے لکھی ہے، ممکن ہے یہ توارد ہو، لیکن یہ عجیب توارد ہوگا، اسی طرح مصنف نے من عرف نفسہ عرف ربہ کو قرآن کی آیت بتایا ہے حالانکہ یہ آیت تو کجا، حدیث بھی نہین، تاہم کتاب دلچسپ لائقِ مطالعہ اور پر از معلومات ہے،

شاہدِ معنی، از جناب ماسٹر سید باسط علی صاحب باسط بسوانی ص۱۹۶، قیمت عہ، مصنف، بسوان ضلع سیتاپور،

جناب ماسٹر باسط صاحب بسوانی اردو کے بیس سال کے پرگو شاعر ہین، اردو کے اکثر رسالے ان کی غزلون اور نظمون سے متمتع ہوتے رہے ہین، انھون نے ۱۹۱۰ء مین اودھ پنچ مین نظم و نثر کی بسم اللہ کی، اور مجلۂ فطرت مین بست سالہ محنتِ تزئین و آرائش کے بعد اب اپنی بیانی نظمون کو "شاہدِ معنی" بنا کر سامنے لائے ہین

یہ مجموعہ مندرجۂ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے (۱) حمد و نعت (۲) دینیات (۳) اخلاق (۴) مشاہدات، (۵) حسن و عشق، ان مستقل سرخیون کے نیچے، متعدد ماتحت عنوانون کے ذیل مین مختلف حالات و کیفیات و مشاہدات کو شاعرانہ لباس مین پیش کیا گیا ہے، کلام کی صحت، خوبی اور دلکشی کے لیے ایک مشہور کہنہ مشق شاعر کا نام کافی ضمانت ہے، ابتدا مین متعدد اشخاص کے لکھے ہوئے دیباچے، اور مقدمے وغیرہ ہین،

مرقع انشاء، حصہ اول، جناب سید محسن ترمذی ادیب فاضل منشی فاضل، ص ۱۲۰، قیمت ۱۲، مینجر انگلش بک ہاؤس گرنٹ ریلوے روڈ جالندھر شہر،

مصنف نے یہ چھوٹا سا رسالہ ابتدائی درجون کے بچون کو مضمون نویسی اور اظہار مطالب کے صحیح طریقون کے سکھانے کے لئے لکھا ہے، اس مین بچون کو مختلف قسم کے مضامین حکایات و واردات کے بیان کے طریقے بتائے گئے ہین، اور مثال دیکر ان کو سمجھایا گیا ہے، اس کے ساتھ ہی ہر مضمون کے بعد اردو محاورات کی مشق بھی کرائی گئی ہے، ابتدائی مدارس کے لئے یہ کتاب امید ہے کہ مفید ہوگی،

خیابانِ اردو، مرتبہ جناب احمد عارف صاحب حیدرآبادی، ص ۳۰۲+۱۰۸، قیمت درج نہین، منتظم صاحب بکڈپو ابراہیمیہ حیدرآباد دکن، مؤلف نے اس مین اردو کے اکثر مشاہیر اہل قلم کے منتخب مضامین اس غرض سے جمع کئے ہین کہ وہ متوسط درجون کے طلبہ کے لئے انشاء اور مضمون نویسی کے بہترین نمونون کا کام دے سکے، اس مین ⅔ حصہ نثر کا ہے، ⅓ نظم کا، تمام مضامینِ نثر ۸ ابواب پر منقسم ہین، (۱) ادب، (۲) تعلیم و تربیت، (۳) اخلاق و آداب (۴) پیامِ عمل (۵) تاریخ (۶) سوانح، (۷) افسانے (۸) خطوط، یہ مضامین، سرسید، آزاد، حالی، شبلی، نذیر احمد، شیخ عبد القادر، عزیز مرزا، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، سید احمد، وحید الدین سلیم، سید سلیمان ندوی، وغیرہ کے ہین، نظم بھی اسی طرح ۸ ابواب پر منقسم ہے، (۱) خدا کی تعریف (۲) اخلاق و آداب، (۳) پیامِ عمل، (۴) وطنیت و قومیت، (۵) جذبات فطرت، (۶) یادِ رفتگان، (۷) مقامات، (۸) مناظر قدرت، اس قسم کے مجموعے یقیناً طلبہ کے لئے نہایت مفید ہین، اور ان کے لئے بہترین رہنما کا کام دیتے ہین، یہ مجموعہ مڈل کے طلبہ کے لئے لکھا گیا ہے، امید ہے کہ ان کے لئے کارآمد ثابت ہوگا۔

خیالاتِ ارونگ، مترجمہ مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا، وکیل، ص ۹۶، قیمت ۸ دار المصنفین اعظم گڈھ،

واشنگٹن ارونگ ۲۰ وین صدی کے ابتدائی حصہ کے مشہور امریکن انشاپردازون مین ہے، سنہ ۱۸۱۹ء مین اس نے مختلف مضامین کو اسکیچ بک کے نام سے شایع کیا تھا، جناب تنہا صاحب نے اسی کتاب کے متعدد مضامین کو اردو کا جامہ پہنا کر مختلف اردو رسائل مین شایع کیا تھا، اب یہی مضامین ایک مجموعی صورت مین مندرجۂ بالا نام سے اردودان اصحاب کی خدمت مین پیش کئے گئے ہین،

مجلد بست و دوم	ماہ صفر ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۲۸ء	عدد دوم

مضامین

―――